



۱۲۲۰

فهرست مضامین

۱۱ فروری ۱۹۱۲ء

۲۰

نمبر شمار	عنوان مصفون	مصفون نگار	نمبره الصفو
(۱)	معروضات خاص	میر الانجم	۱
(۲)	زهد و سائق	"	۲
(۳)	حسب روایات شیخ باجی کون فقره	"	۵
(۴)	مزار غلام احمد قانی اور ان کے پیرو	"	۹
(۵)	مدنیہ منورہ کا خط	"	۱۲
(۶)	جناب طرابلس کیلئے دعائے تنوت	"	۱۳
(۷)	اعمال و شیعہ	"	۱۴
(۸)	مین کیون سنی ہو گیا	احمد حسین صاحب	۲۱
(۹)	فہرست وصولی و واپسی ویلو	میر الانجم	۲۵
(۱۰)	مناظرہ حدیث فقہ	"	۲۶

مطبع عین المطالع و قلع المکرمین طبع کر

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ میں دو بار یعنی ہر ہجری مہینے کی ۲۱ تاریخ کو انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہوا کرے گا۔

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۲۲ صفحہ کا ہوگا اور عند الضرورۃ اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	۷۰	مالک غیر سے صرف بقدر
شش ماہی	۳۵	زیادتی محصول اکل اضافہ
سہ ماہی	۲۰	کر لیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہر حال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو اصحاب نے میان سال میں خریداری کر نیکی ادا نصف

سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت میں محرم سے اس وقت تک

کے کل سائیں بھیج کر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا

اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال

سے اپنی خریداری قائم کرالیں اور چاہے صرف بقیہ

دنوں کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے جعیدین۔

(۷) جو صاحب مد مستقل یہ رسالہ النجم کے دین انکو اختیار ہوگا

چاہے ایک سال کے لیے اپنے تمام رسالہ جاری کرالیں

چاہے ۳ روپیہ قیمت کی کتاب دفتر النجم تبلیغ

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب دروپیہ

قیمت کی انعام میں دی جائیگی۔

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہر مسلمانوں کے عقائد و خیالات خصال عبادات عبادات و معاملات کی اصلاح اور

اتباع شریعت حقہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترغیب اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنے کے لیے حسبِ میل عنوان اختیار کیے گئے ہیں۔

(۱) زہد و قائل جسکو دوسرے الفاظ میں مضامین کہ لیا جائے

اس فیل میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت عبرت انگیز واقعات بزرگان

دین کے اور بہت مفید مؤثر نصائح و حالات لایہ نظر میں ہونگے۔

(۲) اہل علم کی مراسلت جو خاص ہی ضروری مسائل سے متعلق ہو۔

(۳) غیر مذہب کے اندرونی و بیرونی حلوں اسلام کی حفاظت

اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ میں کچھ حصہ حصہ جدیدہ اسلامی خبر نکال بھی ہوگا۔

خبریں جہاں تک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد بھی جائیگی۔

(۵) ہر سال جو کتاب انعام میں تجویز کی جائیگی وہ انشاء اللہ تعالیٰ

مبشرہ و اکثر سلف صاحبین میں سے کسی کی سند و تصنیف

تصنیف کا ترجمہ ہوگی۔

نرخ نامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ
نصف کالم	۱۰	۲۰	۳۰	۱۰۰
ایک کالم	۲۰	۴۰	۶۰	۲۰۰
پورے صفحہ	۴۰	۸۰	۱۲۰	۴۰۰

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴۰ اجرت نیمہ فی صدی ۸

بشرطیکہ قواعد و کتابخانہ کے خلاف نہ ہو

قلیل ہے۔ جو کچھ اشاعت ہو وہ شہر سے باہر ہے۔ لکھنؤ
میں سنیوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ مگر۔ نزدیکانِ ہماہر
دور و دورانِ باخبر و حضور کا مضمون ہے۔

الحکم کے باقی رکھنے کی یہ آخری کوشش تھی جو میں نے
کی۔ مگر اب انصاف کرنا چاہیے کہ اس قدر واپسی
کے بعد کیا انتظام درست ہو سکتا ہے اور اس نا درستی
انتظام کا الزام کس حد تک مجھ پر آ سکتا ہے؟ بالآخر
انشاء اللہ تعالیٰ حتی الامکان الحکم کے جاری رکھنے
اور باقاعدہ جاری رکھنے کی کوشش کی جائیگی۔

اب وقت آگیا ہے کہ جن حضرات کو الحکم سے
بہرہ رومی ہے۔ ان کی خدمت میں عرض کیا جائے کہ ایک
مرتبہ اور ایک پُر زور کوشش الحکم کی توسیع اشاعت
کی کیجیے۔ اور اپنے دینی صحیفے کے ابقا کا ثواب
حاصل کیجیے۔ واللہ المستعان۔

بعض احباب کی خواہش ہے کہ الحکم پھر مضامین وار
کر دیا جائے۔ لیکن جب تک اشاعت کافی نہ ہو، اسکی
تعمیل نہیں کیجا سکتی۔

ہاں بعض اصحاب کی یہ رائے کہ تنقیداً استبصاراً
کے بجائے ۴ صفحے کے ۸ صفحے کر دیے جائیں تاکہ
ساتھ ہی ایک جلد استبصار کی ختم ہو جائے۔ قابل
قبول ہے۔ لیکن اس پر بھی بالفعل بوجہ قلت اشاعت

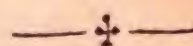
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحکم۔ لکھنؤ۔ یوم یکشنبہ

۲۱۔ صفر ۱۳۳۵ھ ہجری



معروضاتِ خاص



الحکم کے سالانہ چندہ کے ویلوں کی وصولی
واپسی کی فہرست گذشتہ نمبر میں شائع ہو چکی ہے اور دوسری
آج شائع ہو رہی ہے۔ دیکھیے آخر تک وصولی کی کیا
تعداد رہتی ہے اور واپسی کس حد پر جا کر رکتی ہے۔

متواتر اعلانات کے بعد کہ جو صاحب وی پی
لیسنے کا ارادہ نہ رکھتے ہوں وہ پہلے ہی سے امتناعی
کارڈ بھیج دیں جن صاحبوں کا امتناعی کارڈ نہ آیا انہیں
کے نام ویلو بھیجے گئے تھے۔ پھر بھی واپسی کی ذمہ داری
اور اس قدر آئی۔

خاص شہر لکھنؤ میں الحکم کی اشاعت بہت ہی

کے عمل دشوار ہے۔

مجھے امید ہے کہ واپسی کی فہرست دیکھ کر
بھی خواہاں انجم کو ضرور صدمہ ہوگا۔ اور وہ اس کی
تلافی کی فکر کریں گے۔

بحث نسخ جو گذشتہ نمبر میں شائع ہوئی تھی ابھی
نا تمام ہے۔ آئندہ نمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ کامل کر دیا جائیگا

زہد و رقائق

نمبر

(۱۱) حضرت والد مرحوم فرماتے تھے کہ میان
صاحب (یعنی حضرت مولنا سید محمد عبدالسلام صاحب)
کو جو شخص دیکھ لیتا اسکو آخرت نی یا د تازہ ہو جاتی۔

اور وہ مشاہدہ کرتا کہ کن فی الدنیا کانک غریب او
عابر بھیل (یعنی دنیا میں اس طرح رہو کہ گویا تم پر بی
مسافر ہو بلکہ اس طرح کہ گویا تم راستہ راستہ چلے جاتے ہو)
پر عمل کر کے اس طرح کی بے غل و غش زندگی حاصل
ہو سکتی تھی۔ میان صاحب کی حالت بالکل اس حدیث
شریف کے مطابق تھی ہرگز انجی و بستی دنیا کے کسی کام
میں دیکھی نہیں گئی۔ اپنے اہل و عیال سے بہت الفت
و محبت رکھتے تھے۔ انکی راحت رسانی انکی ضروریات
کی ترتیب کا بہت خیال فرماتے تھے۔ لیکن ان کے

طرز عمل سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ان کاموں کو
اس طرح کرتے ہیں جیسے کوئی شخص کسی کے کہنے سے
کوئی کام کرے۔

(۱۲) فرماتے تھے کہ رضا بالقضا کی ایک خاص
صفت انہیں تھی۔ اور انکی صفت کا عکس انکے بعض
مریدوں پر پڑ گیا تھا

چنانچہ ایک انگریزی عہدہ دار ان کے مخلصین میں
سے تھے۔ کسی سبب سے انکا تنزل ہو گیا۔ اور سخت
تنزل ہو گیا۔ میں نے بطور تعزیت انکو ایک خط لکھا
جس کے جواب میں انھوں نے یہ شغریہ مجھے لکھ بھیجا کہ
سروشت من بدست خود نوشت
خوشنویس ست و نخواستہ بد نوشت

(۱۳) فرماتے تھے کہ میان صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ناز کا بڑا اہتمام رکھتے تھے۔ ہر وقت کی نماز جماعت
کے ساتھ مسجد میں پڑھتے تھے۔ دو تہانہ سے قریب
دو مسجدین تھیں۔ دو وقت کی نماز ایک مسجد میں اور
تین وقت کی دوسری میں پڑھنے کا التزام تھا
جمعہ کی نماز ایک تیسری مسجد میں پڑھنے جاتے تھے۔

(۱۴) فرماتے تھے کہ ہر سال رمضان کے عشرہ
اخیرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ جو سال ان کی
عمر گرامی کا آخری سال تھا اس سال بھی باوجود

ناسازی طبیعت کے اعتکاف فوت نہیں ہوا۔

(۱۵) فرماتے تھے کہ ہسودہ اور اُس کے قرب و جوار میں جس قدر دینداری کا چرچا ہو سب انہیں کیے برکت اور سعی مشکور کا نتیجہ ہو۔ حد بابت قبیحہ جو یہاں رائج تھیں۔ سب انہیں کی قلع قمع کی ہوئی ہیں ایک زمانہ وہ بھی ہوا ہے کہ لوگوں نے ان کو وہابی مشہور کیا تھا۔

(۱۶) خلیفہ واحد علی صاحب مرحوم ہسوی ضلع فتحپور خاص ایک شاہ صاحب کا واقعہ اس ناچیز سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے میان صاحب کی دعوت کی۔ اور کھانا کھلانے کے بعد ایک تلوار گھر سے نکال لائے۔ اور کہنے لگے کہ مولوی عبدالسلام صاحب دیکھو یہ تلوار کیسی ہے۔ میان صاحب نے اُسکو لیسکر الٹ پلٹ کر دیکھا اور فرمایا اچھی ہے۔ شاہ صاحب مذکور نے کہا: اسکا نام بھی جانتے ہو؟ اسکا نام خجروہابی کش ہے۔ بہت سے وہابیوں کا خون پی چکی ہے۔ میان صاحب اس کلمہ کو شکر حسب عادت مسکرائے اور کچھ نہ بولے۔

(۱۷) حضرت والد مرحوم فرماتے تھے کہ کبھی کسی کی برائی غیبت ان کی زبان سے نہیں سنی گئی نہ میرے سامنے کسی اور نے انکی مجلس میں ایسا کوئی تذکرہ کیا۔

(۱۸) فرماتے تھے کہ ستاریت اس قدر مزاج عالی میں تھی کہ بعض لوگوں کے معائب انہیں معلوم ہوتے تھے۔ اور کبھی ان کے اظہار کی کوئی دنیاوی ضرورت داعی بھی ہوتی تھی۔ مگر پھر بھی ان کی زبان پر نہ آتے تھے (۱۹) فرماتے تھے کہ اہل احتیاج کی حاجت بزرگی میں انکو بہت دلچسپی تھی۔ کوئی شخص کسی قسم کا سفارشی رقعہ ان سے جسکے نام چاہتا۔ لکھوا لیتا۔ کبھی عذر نہ کرتے۔ یہ نہ خیال فرماتے کہ میری بات راگمان ہو جائے گی۔

ایک شخص نے صاحب کلکٹر فتحپور کے نام اپنی ملازمت کے لیے ان سے رقعہ لکھوانا چاہا۔ آپ نے پہلے تو کچھ عذر کیا مگر جب اُس نے زیادہ اصرار کیا تو لکھ دیا۔ اس رقعہ کو دیکھ کر صاحب کلکٹر کو ان سے ملنے کی تمنا ہوئی۔ چنانچہ میں خود ان کو ملنے کیلئے گیا۔ اسوقت کلکٹر صاحب کے ساتھ ایک کُتا بھی تھا۔ میان صاحب نے اس کُتے کو کو دیکھ کر نہر مایا کہ کیا یہ آپ کے مذہب میں پاک ہے؟۔ کلکٹر صاحب نے کہا کہ ناپاک ہے۔ ناپاک۔ میان صاحب نے اور نہر مایا کہ آپ سا عاقل شخص ایسی بات کہے اور یہ لکھ کر چپ ہو رہا ہے صاحب کلکٹر سے بھی وہ اسی طرح بے جملہ اور نسی ہوئے تھے

(۲۰) فرماتے تھے کہ غصہ بہت کم آتا تھا اور جب آتا تھا تو کسی دینی سبب سے۔ سخت سے سخت لفظ اپنے کانوں سے سن لیتے تھے۔ مگر چہرہ مبارک پر اصلاً تغیر محسوس نہ ہوتا تھا۔

فچپورے ایک شاہ صاحب (جنکا ذکر اوپر ہوا) کے داماد کسی ضرورت سے حاضر خدمت ہوئے ٹوپی جو ان کے سر پر تھی۔ کلاتون کے کام میں غرق تھی۔ میان صاحب نے فرمایا کہ یہ ٹوپی نہ پہننا چاہیے اسکو سن کر شاہ صاحب کے داماد نے نہایت سخت اور فروختہ لہجہ میں کہا۔ ”آپ کو کچھ معلوم بھی ہے۔ حضرت غوث پاک کے تاج میں نولاکھ اشرفیاں لگی ہوئی تھیں۔“ میان صاحب یہ جاہلانہ جواب سن کر تبسم ہوئے اور کچھ نہ فرمایا۔ مگر جناب کے لوی سکندر علیخان صاحب خالص پوری مرحوم اسوقت میان صاحب کے لیے کوئی شربت بنا رہے تھے ان سے یہ گستاخانہ کلمہ سن کر نہ رہا گیا۔ اور بخودانہ طور پر وہ کفلمرہا تھ مین لیے ہوئے باہر نکل آئے میان صاحب نے خود بہ نفس نفیس مدافعت فرمائی اور فرمایا کہ چٹھان کو غصہ آگیا۔ بھائی کو غصہ آگیا۔ یہ کلہ کئی بار سرد فرمایا۔ اسوقت تو وہ بات رفع دفع ہو گئی۔ لیکن بعد اسکے کئی روز تک تعلیماتِ انطسار

نارضا مندی کے لیے مولوی سکندر علیخان صاحب سے کلام نہیں فرمایا۔

(۲۱) فرماتے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو نماز خود بہ نفس نفیس امامت نماز نہ کرتے۔ ایک مرتبہ نماز عصر کا وقت تھا۔ شاہ نجم الدین صاحب (جو میان صاحب کے خلفائین سے ہیں۔ اور فچپورین رونق ائندوز ہیں) سامنے تھے۔ انھیں کو امامت کے لیے آگے کر دیا۔ وہ تکبیر تحریمہ کے بعد ایسے مستغرق ہوئے کہ کسی طرح رکوع مین نہیں جاتے۔ لوگ پریشان ہو گئے۔ میان صاحب نے ان کو ہٹا کر خود نماز پڑھائی۔ اور بہت آہستہ ایک دھکا ان کو دیا اور فرمایا کہ کیون نہیں کہدیا کہ مین مجنون ہوں نماز نہیں پڑھا سکتا۔

یہ بھی ایک شعبہ احتقا و استتار کا تھا کہ بے اختیاری حالت مین بھی اگر کسی سے کوئی کیفیت ظاہر ہوتی تو سخت ناخوش ہوتے تھے اور کبھی ایسی حالت کو پسند نہ فرماتے تھے۔

یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر اچانک ان کے اصحاب مین سے کسی کو ایسی حالت پیش آتی تو وہ اپنی قوت سے اسکو سنبھال لیا کرتے۔ انھار نہ ہونے پاتا تھا۔

حسب روایات شیعہ

ناجی کون فرماتا ہے؟

سب جانتے ہیں کہ امت محمدیہ میں بہتر فرقے ہو جا دیں گے۔ جن میں ایک ناجی اور باقی تاری ہوں گے

اور ہر فرقہ بجائے خود اپنے کو ناجی کہتا ہے۔ خصوصاً

حضرات شیعہ اپنے فرقہ کے ناجی ہونے کے اس درجہ

مدعی ہیں کہ دوسرا کوئی فرقہ اس زور سے دعوے

نہیں کرتا۔ دوسرے فرقے تو اپنے اپنے اعمال پر

نجات منحصر جانتے ہیں۔ مگر یہ حضرات اپنی نجات

کے واسطے حسانت کی چندان ضرورت نہیں سمجھتے۔

کیونکہ اول تو مثل نصائے کے ان کے گنا ہونکا کفارہ

حضرت حسین ہو چکے ہیں۔ دوسرے ان کے اہل محسن

حضرات اہل اسلام (سنی) ہیں۔ جن کے اعمال حسنہ

یہ حضرات اپنی میراث سمجھتے ہیں۔ اور ان کا یہ عقیدہ

ان کے ہم مذہب ائمہ سے ماخوذ ہے۔

لہذا ضرورت ہوئی کہ فرقہ ناجیہ کی کوئی ایسی معیار

بتائی جاوے تاکہ ہر مذہب پر شخص باسانی معلوم کر سکے

کہ ناجی فرقہ کون ہے اور تاری کون۔

اہل سنت کے یہاں بھی یہ حدیث حضرت

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم است باسناد صحیح مروی ہے

مگر بیان اسکی تشریح کی چندان ضرورت نہیں ہے
چونکہ بحث عقائد شیعہ سے ہے۔ لہذا حضرات شیعہ کی
کتب سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

خصال ابن بابویہ مطبوعہ طهران صفحہ ۱۲۱

ہر کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان امتی ستفرق علی اثین

و سبعین فرقتہ یہلک جدی

و سبعون فرقتہ تخلص

فرقہ تالوایا رسول اللہ

من تلک الفرقۃ تال ہکات

اجاعت۔ اجاعت۔ اجاعت۔ جماعت۔ جماعت۔

اس حدیث میں لفظ جماعت اور مس کی

مگر اری قابل لحاظ ہے۔

شیعہ حضرات خود اپنا مذہب نام۔ شیعہ۔ امامیہ

اثم عشریہ۔ بتاتے ہیں۔ اور اپنے خلاف است۔ قدر

اہل سنت و اجاعت کا کہتے ہیں۔ والفقہان

بالاعتماد۔

لہذا جماعت کا ناجی ہونا حسب روایت مذکورہ

ثابت ہو گیا۔ نیز شیعہ مذہب کے امور شام غالب لکھتے ہیں

ہفتاد و دو فرقہ جس کے عدد سے ہیں

اپنا ہر وہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں

جس میں وہ کئی فرقہ دنیا جیہ کی معیار خارج از حد
بتاتے ہیں۔ مگر یہ امر نہایت عجیب و غریب ہے۔ حضرات
شیعہ کے فرقہ بین حد کی بنیاد جس درجہ تکمیل پر شاید
دنیا کی کوئی قوم اس امر میں انکا مقابلہ کر سکے
ابو البشر حضرت آدم سے لیکر آخر زمانہ تک تمام اکابر
کو یہ فرقہ اپنے بارہ امامین پر حاسد اعتقاد کرتا ہے۔
اور مدار نجات حب اہل بیت بتاتا ہے۔ مگر باوجود
صد ہا زبانی اور تحریری اعلانات کے آج تک نہ بتا
سکا کہ اہل بیت کون لوگ ہیں۔ کبھی اہل بیت رسولؐ
گاتا ہے اور کبھی اہل بیت خدا الایا ہے۔

چنانچہ مولوی مقبول احمد صاحب جو شیعہ بندہ
کے اکبر الاکابر ہیں (اس اعتبار سے کہ لکھنؤ میں جب
آپ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے حاضرین اس نور
و شہر سے نعرہ صلوات بلند کرتے کہ مکان کیسا تمام محلہ
گوںج اٹھتا تھا۔ یہ عزت کسی اور مجتہد شیعہ کو آج تک
نصیب نہ ہوئی) اور جنکا دعویٰ ہے کہ حضرت علیؑ نے مجھے
فرمایا کہ: "تو خاموش کیوں ہے۔ تیری زبان تو ذوالنقار
سے زیادہ کار آمد ہے۔" تاہم علیؑ میں بھی کچھ ترمیم آپ نے
حضرت علیؑ کی تعلیم سے کی ہے۔ اہل سنت و الجماعت
کے سوال پر کبھی اگر اہل بیت رسالت کی جگہ اہل بیت
خدا فرماتے لگے۔

دنیا میں شاید کوئی فرقہ ہو جو اپنے پیشوا ان مذہب
کا نام نہ بتا سکتا ہو۔

کسی سنی سے پوچھا جائے کہ تمہارے پیشوا کون
لوگ ہیں؟ تو بیدھڑک جواب دیگا کہ جناب رسول خدا
اور آپ کے تابعین۔ جنہیں سب سے افضل حضرات
شیخین ہیں۔ انکے بعد حضرت عثمانؓ۔ پھر تمام صحابہ اور
وہ تمام حضرات جو رسول مقبول کے تبع رہے۔ اور
وہ اسکا ثبوت بدیہات سے تمام دنیا کے سامنے
دینے کو ہمہ تن موجود ہیں۔

ہم خدا کے سامنے ہر نماز میں کئی کئی بار اُن قدو
حضرات کی اتباع کے واسطے دعا کرتے ہیں
”صراط الذین انعمت علیہم“

یعنی ہکو اُن لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تو نے انعام
فرمایا۔ نہ انکی۔ اہ چیر تیرا غضب نازل رہا

اور ہماری ہاں خاص ہماری آسمانی کتاب
جسکو ہمارے ہادی مطلق نے اپنے خاص بندہ یعنی
افضل الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی معرفت ہماری ہدایت کے واسطے نازل کیا جسکی
تدوین ہماری قوم کے ارکان اعظم نے فرمائی۔ اور
ہمارے اسلاف صالحین نے جس قدر اُسکی خدمت
کی وہ محتاج بیان نہیں۔ جس قدر ہم نے اُسکی عزت

کی دنیا کی کسی قوم نے اپنی الہامی کتاب کی نین کی اہل سنت و جماعت ہی میں کہ نہ انکو خدا کے موصوف باوصاف کہا یہ ہونے میں کسی قسم کا شک ہے۔ نہ رسول خدا کے نافرمان یا دین پوش ہونیکا گمان کرتے ہیں۔ نہ تمام مجاہدین و انصار اور تابعین یا تبع تابعین میں کسی فرد سے حسد کرتے ہیں ہر شخص کا رتبہ اُسکے مرتبہ کے موافق اعتقاد رکھتے ہیں۔ اگر حضرت صدیق اکبر تمام دوسرے معاصرین سے افضل ہیں تو انکو ناگوار نہیں۔ فاروق اعظم اگر حضرت صدیق سے فضیلت میں اُنیس رہے تو ہکو کو نقص نہیں۔ حضرت عثمان غنی خلیفہ ثالث ہوئے تو ہکو انکار نہیں۔ حضرت علی جوان سب کے بعد حق خلافت ماننے گئے تو ہمارا کیا نقصان؟ اور اُنکی جگہ پر اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مستند آئے ہو جائے تب بھی ہکو کوئی عذر نہ ہوتا۔

ہمارے نزدیک تو تمام صحابہ رسول واجب التعمیم
ہیں۔ اور بموجب حدیث

وَمِنْ سَلَامٍ عَمِلَ طَرِيقِي فَنُورًا لِي

وہ سب آل رسول ہیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ان میں جس سے خدمت اسلام میں جس قدر زیادہ ہوئی۔ وہ اتنا ہی بزرگ مانا گیا۔ اور جس سے

جس قدر خدمات دین میں کی ہوئی۔ ۱۵۹۔ یہ ہے میر
مقابل سے اُسی قدر کم مانا گیا۔ گوارائی کی بیشی مرثیہ
پر ہجو ہرگز حسد نہیں۔

جو رسول پاک کو مانے ہم اوسکو مانتے ہیں اور
جبکو ان سے انکار ہو یا اُنکی ذات جامع کمالات
میں کسی قسم کا دھبہ لگاوے اُسکو ملعون سمجھتے ہیں۔
اسکی تعریف کرنا یا اس سے شادی بیاہ کرنا ہم
ایک اذار کا کام نہیں سمجھتے۔

غرض کہ شیعوں میں صد ہجرت اتم ہے۔ لطف یہ ہے
کہ واقعات تاریخی کے بیان سے انکا دل دکھتا ہے۔
اگر کوئی مسلمان یہ کہے

نائب اول ابو بكر ست امام دو جهان

نائب ثانی عمر بود مستامیر بوسنان

نائب ثالث غنی شد و شاه انس رجان

نائب رابع علی نرودیس سلطان یان

توان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ آخر کیوں؟ اس کا
سبب وہی حسد ہے۔ آج نیز جو برس کے بعد چلی گئی

تعریف نہیں سنی جاتی
صلوات واقع حضرت علیؑ کی خلافت پر افضل ہے

اپنے میں خوب مشافی ہیں اور وقت پر وقت پر
نیت لگایا کرتے ہیں۔ خیر دل تو بھلا ہے

اگر کوئی منصف مزاج پوچھ بیٹھے کہ صاحبو !
 علی خلیفہ بلا فضل کی بود ؟ تو بے گنہیں جھانکنے لگتے ہیں
 کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ اور دین کیونکر ؟ جبکہ خدا
 کا کلام اور اس کا کام انکو تین جلیل القدر قدوسیوں
 کے بعد خلیفہ بنانا چاہتا ہو۔ اور تاریخ عالم بتلا رہی ہو
 کہ خلافت میں حضرت علی کا چوتھا نمبر ہے۔ ارادہ
 خدا انکو دہرہ مٹاتا ہو اور حضرات شیعہ انکو پکڑ دھکڑ کر
 اول نمبر پر لانے پڑے ہیں۔ اور وہ بھی کب ؟ جبکہ
 آن قدح شکست آن ساقی نازد
 اس کی وجہ سوا اسکے کہ ان کو حضرت علی سے اس قدر
 محبت ہو کہ اچھے برے کی تمیز باقی ہی نہیں رہی۔
 خلفای سابقین کے قابل قدر کارنامے جنگو تمام عالم
 دیکھ رہا ہو ان کو نظر نہیں آتے۔

گر نہ بیند روز شپہ چشم

چشمہ آفتاب را چہ گستاہ

مگر افسوس کہ جس غرض سے خدا کی خدائی
 میں بڑا کا جوڑ لگایا۔ انبیای سابقین کو حاسد ٹھہرایا
 رسول مقبول کو نافرمان و عدول حکم دین میں چور
 بتایا۔ انکے سچے احباب سے آج تک جملے مرتے ہیں
 حسد نے اس قدر گہری اندھیری آنکھوں پر ڈالی ہو کہ
 اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی۔ وہی حضرت علی جنگی

محبت میں یہ سب حرکتیں ہو رہی ہیں فرماتے ہیں :-
 وسیلک فی صفات محب مفرط
 یہ سب ایک ہی صفات محب مفرط
 دو قسم کے لوگ ایک حد سے زیادہ محبت
 مفرط یہ سب بہ البغض الی غیر حق
 کر توالے جنگو محبت غلا حق کی طرف لگی
 و خیر الناس فی حال البغض الا
 اور وہ دوسرے سے زیادہ بغض رکھنے والے
 فالزم وہ۔ والزم السواد الاعظم
 فان ید اسد علی الجماعۃ وایاکم
 والفرقۃ فان الشاذ من الناس
 بہتر تیرے متعلق وہ لوگ ہیں جو متوسط ہیں
 بس تم کو تسلیم کہ لازم پکڑو اور بڑی طاقت
 للشیطان کما ان الشاذ من الغم
 سا تھ رہو کیونکہ اسد کا ہاتھ جماعت پر ہو
 للذئب الامن دعا الی ہذا الشعا
 خیر دار جماعت جدا ہونا کیونکہ جماعت جدا
 فاقتلوہ لو کان تحت عمامتی ہذہ
 ہو بوالا شیطان کا حصہ ہے جسے لگے سے
 (نہج البلاغہ مطبوعہ مصر)
 انکے نیوالی کبریٰ بیٹری کا حصہ کا ہو
 جو شخص اس طریقہ (خلافت جماعت) کی کوڑ غیب
 صفحہ ۲۸۱
 اسکو قتل کر دینا چاہو وہیر عامہ کے نیچے ہو۔

ہو کوئی ایماندار شیعہ ؟ جو ٹھنڈے دل سے حضرت علیؑ
 کی اس سچی تقریر اور پاکیزہ نصیحت پر انصاف سے غور کرے۔
 اگر کسی کو ان سے محبت ہو اور ان کو وہ جھوٹا (تقیہ باز)
 نہیں سمجھتا تو یقیناً سمجھ جائیگا۔ اور بیساختہ پکار اٹھیکار کشاکش
 وہ فرقہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہو۔ اسکے سوا کسی فرقہ کا
 نام جماعت نہیں۔ اسد کا ہاتھ اسی پر ہو۔ (باقی ہمیزہ)
 (مسکین) محمد عبدالمعنی عقیقی (احمدی)

مرزا صاحب قادیانی کے پیرو

مولوی کبیر الدین صاحب سکرری انجمن
مرزا میہ لکھنؤ کی تحریک حوالہ انجم
گذشتہ نمبر میں دیا گیا تھا۔ اس وقت
محض پاس خاطر مولوی کبیر الدین صاحب
پر یہ ناظرین کیا جاتا ہے۔
وہ ہوا

زبانی شریطین اور باتین

عاجز کی مولوی محمد عبدالشکور صاحب سے اُن کے
گھر میں بوقت شب کے، بجے یوں ہوئیں جو کہ ذیل
میں ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرمادین۔

(کبیر) السلام علیکم

مولوی صاحب۔ وعلیکم السلام مدت سے
انتظار تھا۔ شکر ہے کہ آج بزم فاروقی کے باعث
آپ کی زیارت ہوئی۔

(کبیر) خاکسار کو بھی ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ ملاقات
کروں۔ لیکن بوجہ ملازمت و اہل الارض (یعنی ریل)
کے کہ اُسکو کسی لمحہ وقفہ اور قرار نہیں۔ فرصت نہیں
ملتی۔ مگر آج بمصادقِ قَوْلِ الْنفُوسِ رُوحَتِ آملہ۔
(مولوی صاحب) تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ مجھ کو حیات
مات عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ بھی غرض نہیں۔ اور
میں اس بحث میں اس وقت پڑنا چاہتا ہوں

بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ حضرت مسیح مرگے تو
اس سے مرزا صاحب کے دعوے کو یا قائل ہیں۔

میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مرزا صاحب نے اپنے
مسیح موعود ہونیکے دلائل کیا پیش کیے ہیں اور بس۔
(کبیر) اگر آپ نے حضرت عیسیٰ کی وفات کو بفرض
محال تسلیم کر کے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے

دعاوی سے بحث کرنا چاہی ہے۔ تو بہتر ہے۔ لیکن
مخفی نہ رہے کہ حضرت جبری اللہ مرزا صاحب کے
دعاوی وفات عیسیٰ پر مبنی ہیں۔ اور ہماری طرف سے
جو دلائل پیش کیے جائیں گے وہ سب حضرت عیسیٰ
کی موت پر متفرع ہونگے۔ پس یا تو آپ پہلے موت
و حیات مسیح کا فیصلہ کر لیں یا وفات مسیح کو تسلیم کر
مسیح موعود کے دعاوی سے بحث کریں۔ اور اثناء
بحث میں ہماری کسی دلیل کے ساتھ حیات مسیح کی
سکھ کی ٹانگ پہنچائی جائے گی۔

مگر افسوس یہ ناچیز اُن سے یہ کہنا بھول گیا
کہ آپ اپنے کو وفات مسیح کا قائل قرار دیکر اگرچہ
مطور فرض کے سہی) بحث کے اختتام تک اپنے
قائل رہنے کا بذریعہ اخبار انجم کے اعلان کر دین
تب آپ بحث کا سلسلہ شروع کیجئے ورنہ محض بیچار
اور فضول ہے۔ دیکھو سلسلہ کیلئے انجم، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳

(مولوی صاحب) ہرگز وفات حیات کا قصہ پیش نہ کر سکا جس طرح آپ چاہیں ہم موجود ہیں۔ ہمارے تو حق بات سے مطلب ہے۔

(کبیر) اب میں رخصت ہونا چاہتا ہوں۔ اور انشاء اللہ یہ تقسیم الہی اپنی تقریرِ صغیر و کبیر ارسالِ خدمت کرو سکا کیونکہ نرمی باتوں کی چڑیاں جو اُڑیں تو پھر کپڑائی نہیں دیتیں۔

اسکے بعد میں نے مولوی صاحب کے کان میں یہ بات ڈال دی تھی کہ اخبار کے ایک کالم میں آپ کا مضمون اور ایک میں اُسکے اس خاکسار کا مضمون ہو تو نہایت حسین صورت نہجائیگی۔

فرمایا۔ کہ یہ غیر محفوظ طریقہ ہے۔ آپ مچل بیٹھے ہیں کہ جب تک ایڈیٹر اخبار بدر صاحب ہماری پوری تقریر کو بدر میں درج نہ کریں بحث نہیں چل سکتی۔

دوسری ہٹ یہ ہو کہ ہم اس سلسلہِ عالیہ احمدیہ کے افراد کو احمدی کر کے یوں نہیں مخاطب نہیں کرتے کہ امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ کی جماعت کے لوگ احمدی ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ صدیوں سے اپنی تحریرات میں اپنے کو احمدی کہتے ہیں۔

عجیب بات ہے۔ ایسی جذبہ سے تو لازم آتا آتا ہے کہ کوئی مرد اور عورت مسلمان اپنا نام احمد اور سی

اور محمد ابراہیم و محمد اسحاق و یعقوب اور فاطمہ و مریم نہ رکھے۔ کیونکہ یہ لوگ پہلے ہو چکے ہیں اور سب کے سب وفات پا چکے ہیں۔ اور مولوی صاحب کے نزدیک نفوذِ بائدہ شیخ احمد سرہندیؒ نے بھی بڑی ٹھوکر کھائی۔ کہ جانتے تھے کہ مجھ سے پہلے امام احمد ہو چکے ہیں اور نہ اچھا اپنا نام احمد رکھ لیا۔ اور یہاں باوجود رکھنے نام غلام احمد کے خفا ہوئے جاتے ہیں۔

ابن مریم کے نام کو چھوڑ دو اُس سے بہتر غلام احمد ہے خاکسار کبیر الدین احمد احمدی سکریٹری انجمن احمدیہ۔ محلہ بشیرت گنج۔ لکھنؤ۔

از مدیر انجم عقا عنہ

اس تحریر کے جواب کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ میری تحریر سابق مندرجہ نمبر ۲ سے ملا کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی بات کا جواب اس میں نہیں ہے۔

نیز مجھے اس امر کے کہنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ اس تحریر میں مولوی کبیر الدین صاحب نے میری اور اپنی تقریر جو درج کی ہے بائستثنای بعض کلمات سب خلاف واقع ہے۔ گوا اسکے کئی شاہد ہیں۔

نیز مجھے اُن بعض خلافِ تہذیب کلمات کی شکایت

نہیں ہے جو میری ذات خاص کے متعلق مولوی صاحب نے لکھے ہیں۔ ہاں بعض وہ کلمات جن سے مسلمانوں کے عقائد پر بے وجہ اور محض بے وجہ حملہ کیا گیا ہے البتہ قابل شکایت ہیں۔ مثلاً وہ شہر جو آخر میں تحریر ہے کیا مولوی صاحب کو معلوم نہیں کہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت کیا ہے؟ کسی ایک کی بھی تو ہیں ہم جائز نہیں سمجھتے۔ ”ہم کو“ لافرق ہیں احد میں رسولؐ کی تعلیم کی گئی ہے۔ پھر حضرت یحییٰ ابن مریم علیہ السلام کی شان میں کوئی خلاف تہذیب کلمہ کیونکر سن سکتے ہیں۔

پھر ایک بات اور بھی قابل لحاظ ہے کہ کوئی مسلمان حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نام چھوڑنا چاہے تو اس کی کیا صورت ہو؟ کیا وہ قرآن کریم کی وہ آیتیں نہ پڑھے گا جن میں الفا نام نامی ہے۔ کیا مرزا صاحب کی یہی تعلیم تھی؟

دوسرا مصرعہ اور بھی سخت اذیت دہا ہے جس میں غلام احمد کو حضرت یحییٰ علیہ السلام پر فضیلت دی گئی ہے۔

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے آداب حضرت بہترین انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تعلیم فرمائے ہیں؟ دیکھئے حدیث صحیح ہے۔ جو بطریق

مستندہ مستفیضہ مروی ہے کہ ”لا یقولن احدکم ماخیر من یونس بن ماتی“ ایک مطلب کی بنا پر اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ کوئی شخص تم میں سے اپنے کو یونس بن ماتی پر جو بظاہر نظر بابت ایک زلت کے تمام نبیوں میں کم رتبہ معلوم ہوتے ہیں فضیلت نہ دے اور دوسرے مطلب کی بنا پر مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص تم میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی خاص نبی کا نام لے کر اس پر فضیلت نہ دے۔ اسی وجہ سے حضرت کو سید الانبیاء افضل الرسل تو کہتے ہیں مگر کسی خاص پیغمبر کا نام لیکر آپ کو تفضیل نہیں دیتے۔

آپ فرمائیے کہ کیا مرزا صاحب ”احکم“ کے مخاطب نہیں ہیں۔ اور کیا آپ لوگ اُن کو احکام نبوی کا مکلف نہیں مانتے؟ پھر اب خیال تو کیجیے کہ یہ شعر کیسی دل آزاری پر مشتمل ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ آئندہ بدترین جسے میری بحث کا آغاز ہوگا میرے مخاطب صاحب اس قسم کے کلمات سے اجتناب رکھیں گے۔ ہاں میری ذات کی بابت اختیار ہے۔ جیسے اور جس قسم کے کریہ اور سخت الفاظ چاہیں استعمال کریں۔

مدینہ منورہ کا خط

— ۱۰ —

مرحبا اے ہدیہ فرخندہ فال

مرحبا اے طوطی شکرِ قال

مرحبا اے قاصدِ طیارِ ما

میدہی ہر دم خبر از یارِ ما

اس وقت میں ایک پاکیزہ خط کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو مدینۃ الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اسی ہفتہ میں وارد ہوا۔ مرسل خط یعنی جناب مولوی کریم بخش صاحب کا احسان ہے کہ انھوں نے اس ناچیز کا سلام بھی روضۂ اقدس پر عرض کیا اور فریدبران وہاں سے اس خاکسار کو بھی یاد فرمایا۔

بنیتِ شکر اس خط کی عبارت درج ذیل کیجاتی ہے۔

و ہو ہذا

از مدینہ منورہ طیبہ مکرمہ شرفہ زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً
جناب مولوی کریم بخش خطیب ملک برہمدا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الشکرو الحمد للہ کہ خدا نے اپنے فضل سے
پیش حبیب کی غلامی کی سرفرازی بخشی

کر و رونِ شکر۔

آپ کو یاد ہوگا کہ بندہ نے برہمدا
میں پارسل علم الفقہ و کتب وغیرہ
طلب کیا۔ اور سلام عرض کر دینے
کا روضۂ منورہ جا کر وعدہ لکھا تھا۔
لہذا حسب تحریر خود و ہدایت موجب
تحریر علم الفقہ کتاب الحج سلام علیک
عرض کر دیا۔ انشاء اللہ جواب بھی عطا
ہوا ہوگا۔ اطلاعاً تحریر کیا۔

مسئلہ مقابلت وغیرہ مکہ مکرمہ شرفہ
و مدینہ طیبہ منورہ مکرمہ شرفہ مندرجہ کتاب
علم الفقہ کے مطابق صحیح صحیح تمام علما
نے بتائے اور جو ممکن ہوا بندہ سے
تعریف کر دی۔

باشندگان حجاج بھی وارد مدینہ طیبہ
بر مکان مولوی شرافت اللہ صاحب
لکھنوی ثم مدنی ہیں۔
۱۶۔ محرم کو وداع ہوگی۔ حسرت
ہاے حسرت۔

جزاک اللہ تعالیٰ جزاً حسناً

جنگ طرابلس کی عوامی فتوہ

اس درمیان میں چندا ستفتے اس مضمون کے آئے کہ موجودہ جنگ طرابلس میں مسلمانوں کی نصرت اور ان کے مقابین کی ہزیمت سے ہندوستان کے مسلمانوں کو نماندین دعا قوت پڑھنا چاہیے یا نہیں اور پڑھنا چاہیے تو سب نمازوں میں یا کسی خاص نماز

سے اور غیر صاحبِ بدر اپنے پرچہ مورخہ یکم فروری میں ایران کی نسبت رقم طراز ہیں کہ:-

”تیسری ایک اور سلطنت اسلامی جسکو اسلامی کنا بھی مجھے پسند نہیں۔ ایران میں بھی جو جکل عالم نزع میں ہے اور دم توڑ رہی ہے وہاں کے باشندے بھی ایک زمانہ میں بڑے بہادر تھے اور دنیا ان کے اقبال کا سکھ مانتی تھی۔ اسلام سے پہلے ان کا ایک بادشاہ بڑا عادل تھا جسے لوگ نوشیروان کہتے ہیں۔ جسکے اوصاف حمیدہ اب تک مشہور ہیں اور فارس میں پھیلے زمانے میں ایک نامی گرامی پہلوان تھا جس کا نام رستم تھا۔ اسکی بہادری بھی ضرب المثل تھی۔ ابتداء اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فارس آتش پرستوں سے فتح کیا گیا تھا۔ چند صدیوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دشمن برائے نام شیعیان علی ایران پر قابض ہو گئے اور سنی فرقہ کے مسلمانوں کو ہتھ آہستہ نکلتے یا اپنے میں ملا دے گئے اور آجکل گویا خالص تبرائی فرقہ چند صدیوں سے وہاں کے حکام اور رعایا کا ہے۔ سنی کوئی اطراف ملک میں شاید نہ ہو تو ہو۔ یہ اسلام کا فرقہ ہر طرح کے فکرات میں مبتلا ہے۔ قید شریعت سے آزاد ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا دشمن۔ علی پرست حسین پرست ہر وقت حسین کو روئے پیشینہ والا اس قدر دانا ہوں میں غرق ہو کہ انکو دیکھ کر تعجب نہ ہوں کہ یہ مسلمان ہیں

میں بعض نے یہ ان کیلئے بھی استفسار کیا ہے۔ ایران کیلئے تو جواب دینا بے سود ہے۔ کیونکہ جہاں تک معلوم ہوتا ہے اسکا فیصلہ ہو چکا۔ ہاں طرابلس کیلئے جواب لکھا گیا کہ فجر کی نماز میں دعائیہ تہنوت پڑھنا چاہیئے۔ اس مضمون کا ایک مبسوط فتویٰ ہدیہ ماہرین کیا جا رہا ہے

خود عرض ڈھڑا بند۔ دنیا کے لالچی ست الوجوہ شرک اور بدعتی۔ بجائے پانچ وقت کے تین قیامت نماز پڑھنے والے۔ تفتیہ باز۔ غفلت پر غافل گناہوں میں مبتلا۔ گندم نا جو فروش۔ رعیت کو ستانے والے۔ حسینؑ کے کھائے پر صدق دل سے یقین کرنا والے۔ اور اب دینی حس بھی ان میں سے ساری گئی ہے۔ قرآن شریف سے انھیں شلقت محبت نہیں رہی۔ نہ رسول مقبول سے انھیں کچھ اسطر رہا ہے یا علی و یا حسین کے سوا انھیں کچھ یاد ہی نہیں۔ فارس میں فسق و فجور کے دریا بہ رہے تھے اور شر و بدعت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا کہ ناگمان قدر الہی جوش میں آیا۔ اور غار والے مہدی کے منتظرین کو آکڑا۔ اللہ تعالیٰ نے رحم فرما کے فاکر کی سلطنت کو اٹھا کر نور کر دیا کہ دوسری سلطنتوں کو لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کیلئے دخل دینا پڑا۔ اور سلطنت کے کچرے ہو گئے۔

ہم تو چاہتے تھے کہ تمام فارس ہماری سرکار دولہدار کے زیر سایہ آجاتا تو اس کے حق میں بہتر ہوتا مگر اسکی بنیسی کہ ایک بڑا حصہ فارس کا روس کے قبضہ میں چلا گیا۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ ایرانوں کو ذلیل بنا کر چھوڑے گا اور صحابہ پرترہ بازی کا زوال ان پر بخوبی پڑے گا۔ تے اب امام حسینؑ اور علی رضی اللہ عنہ کو کیوں نہیں پکار اور جن کی ہڈیوں میں ایران کا لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ ان کی مدد کو کیوں نہیں تشریف لاتے۔ و ما عاد الکفرین الا فی ضلال

نزد حنفیہ قنوت در فجر وغیرہ سوای و ترو غیر نوازل
منسوخ است فاما بوقت نزول نوازل و وقائع پس نزد حنفیہ
ہم در فجر ہم مشروط است و از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و
صحابہ کرام بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت بوقت نزول
نوازل منقول است و حادثہ سلطان روم حادثہ بیت
عظیمہ خواندن قنوت و دعا برای فتح سلطان اسلام و ہمز
اہل کفر و ضلالت در نماز فجر بر اہل اسلام متاکد و مستحب
است بلکہ از درجہ سنیت مخطئیت بدرالدین عینی حنفی
در عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری می نویسد روی بطرا
فی الاوسط من حدیث ابراہیم بن علقمہ الاسود عن عبد اللہ
بن سعود قال ما قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شیء
من صلوٰۃ الا فی التروانہ کان اذا حارب قنت فی الصلوٰۃ
کلہن ولا قنت ابو بکر ولا عمرو ولا عثمان حتی ماتوا ولا قنت
علی حتی حارب اہل الشام فکان یقنت فی الصلوٰۃ کلہن
وکان معاویہ یدعو علیہ ایضاً وقال شیعنا زین الدین العراقي
ان ابن سعود لم یدرک محاربتہ اہل الشام ولا موت عثمان
فانہ مات فی زمن عثمان قلت یمکن ان یکون قوله ولا اعلم
الح من کلام ابراہیم او علقمہ و الاسود انتہی و علامہ
مرتضیٰ حسینی زبیدی مصری حنفی در کتاب خود عقود الجوامع
الحنفیہ فی اولہ مذہب الامام ابی حنیفہ مینویسد ان فرج
عبد الرزاق فی مصنفہ عن ابی جعفر الرازی عن الربیع عن

انس لم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقنت فی الفجر
حتى فارق الدنیا وکذا عند الطبرانی و صحیحہ الحاکم فی الاربعین
والدارقطنی و بیارضہ ما عند الطبرانی ایضاً من روایات ابی
بن فرقة الطحان کنت عند انس بن مالک شہرین فلم یقنت
فی صلوٰۃ الغدا و آجواب ان المراد بالحدیث الاول
ان کان یقنت فیہ عند النوازل و اختصاصہ بالنوازل
قد ثبت بحدیث انس نفسه عند الخطیب فی کتاب القنوت
و اسنادہ صحیح قالہ صاحب التبیق بلفظ کان لا یقنت
الا ان یدعو لقوم او علی قوم و حدیث ابی ہریرۃ عند
ابن حبان بلفظ لا یقنت فی صلوٰۃ الصبح علی ان یدعو
لقوم او علی قوم و اسنادہ صحیح قالہ الحافظ فیکون حدیث
انس المتقدم منسوخ بصریح حدیثہ و علیہ یحکم قول من
قال من الصیابة به فلا یکون بالنسبة الی النازلة منسوخاً
بل مستراً و بہ قال جماعة من اہل الحدیث اذ لیس فی الحدیث
ما یعارضہ لاحدیث ابن سعود المتقدم فان فیہ لم یقنت
قبلہ ولا بعدہ و قول الطحاوی والترک دلیل النسخ ظاہر
ان المراد بہ نسخ القنوت مطلقاً ای سواء کان فی النوازل
او غیرہا و بہو مشکل لما ثبت عن ابی بکر انہ قنت عند
محاربتہما و الذی یؤخذ من مجموع الاجار انہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان لا یقنت الا فی النوازل و من ثم مذہب جمیع

من العلماء الى عدم نسخه فيها بل هو امر مستمر مشروع وجعلوا
 خصوص ما روى من قنوت في الفجر عند النوازل ناسخا للعموم
 الذي روى انه لم ينزل يقنت في الفجر حتى فارق الدنيا فقالوا
 ان المعنى لم يترك القنوت في الفجر عند النوازل حتى فارق
 الدنيا وجعلوا الترك المروي عن ابن مسعود بمعنى ترك الدعا
 على هؤلاء القوم بعينهم لا ترك القنوت قال في الملتقط
 قال الطحاوي انما لا يقنت عندنا في الفجر من دون وقوع
 بليته فان وقعت فتنة او بليته فلا بأس به وقال ابراهيم
 الحلي في شرح المنية هو مذمومنا وعليه الجمهور وانما نهت
 على هذه المسئلة لان مالبا شائخنا يحملون الترك على
 نسخ نفس الحكم انتهى وعليني درنبايه شرح هدايه مي آرد
 ان نزلت بالمسلمين نازلة قنت الامام في صلوة الفجر
 وبه قال الاكثرون واحمد وقال الطحاوي انما لا يقنت
 عندنا في صلوة الفجر من غير بليته فان وقعت بليته او فتنة
 فلا بأس به فعند رسول الله صلى الله عليه وسلم انتهى وابن
 همام حنفي در فتح القدير ميگويند قد روى عن الصديق انه
 قنت عند محاربة الصحابة مسيلة الكذاب عند محاربة
 اهل الكتاب وكذلك عمره كذا على في محاربة معاوية و
 معاوية في محاربة هذا انتهى لما ان القنوت للنازلة
 مستمر نسخ فيه قال جماعة من اهل الحديث وحملوا
 عليه حديث ابي جعفر عن انس ما نال رسول الله

ليقنت في الفجر حتى فارق الدنيا اي عند النوازل وما ذكرنا
 من اخبار الخلفاء ليقيد تفرقه لنعلم ذلك بعد النبي عليه
 الصلوة والسلام انتهى وابراهيم حلي در غنية المستمل
 شرح نية المصلي مي آرد القنوت لو كان سنة الرابطة
 لفعله عليه السلام كل صحيح يجبر ويؤمن من خلفه كما قال
 الشافعي اولى سيرة بحيث يقطع القراءة الجهرية وليست
 ملية كما قال مالك الى ان توفاه الله لم يتحقق فيه
 هذا الاختلاف بل كان سبيله ان ينقل كفضل جهر القراءة
 ومخافتها وجمع ما ورد من قنوت وقنوت الخلفاء انما
 هو قنوت النوازل فانه محل الاجتهاد فان حديث
 انس انه عليه السلام لم ينزل يقنت حتى فارق الدنيا
 ونحوه مما عن الصحابة يشبهه فانه روى عن ابي بكر انه
 قنت عند محاربة سيلة كذا كذا قنت عمر وعلي ومعاوية
 وحديث ابي حنيفة انه عليه السلام قنت شهر لم يقنت
 قبله ولا بعده ني فيه فوجب كون بقاء القنوت في
 النوازل مجتهد فيه وذلك انه لم يوترعه عليه الصلوة
 والسلام انه قال لا قنوت في نازلة بعده بل مجبر
 لعدم بعده فيصحبه لاجتهاد بان يظن ان ذلك انما
 هو لرفع شرعية ونسخه نظرا الى سبب تركه وهو انه لما
 نزل قوله تعالى ليس لك من الامر شيء او انه لعدم
 وقوع نازلة تسد على القنوت بعده فيكون شرعية

مستمرہ وہو محل قنوت من الصلوة و ہونہنا و مذہب الجہور
و اما القنوت فی الصلوۃ کلہما عند النوازل فلم یقل بہا
الا الشافعی انتہی - و ابن عابدین شامی در رد المحتار
بعد نقل قدرے از عبارت مذکورہ غنیہ سگوند - ہو
صریح فی ان قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلوۃ الفجر
دون غیرہا من الصلوۃ الجہریۃ و السریۃ و ہل القنوت
ہنا قبل الركوع ام بعدہ ارہ و الذی یظہر لی انہ لقیث
بعد الركوع لا قبلہ بدلیل انما استدلل بہ الشافعی علی
قنوت الفجر و فیہ التصریح بالقنوت بعد الركوع حملہ
علما و نا علی قنوت النازلۃ ثم رایت المشرع البالی فی
مراقی الفلاح صرح بانہ بعدہ و استغفر الحقوی انہ قبلہ
والا طہرہما قلناہ و اللہ اعلم انتہی لمختصا -

حررہ الراحمی عفوہ بہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی
تجاوزہ اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی نقط



خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی عادیۃ پیش آئے تو ہر مقام کے
مسلمان خواہ دور ہوں یا نزدیک نماز بخزین قبل از رکوع
و عانی قنوت پڑھ سکتے ہیں - خفی مذہب میں
جو دعائے قنوت کی ممانعت غیر دتہ میں ہو
وہ امن کے اوقات اور بے ضرورت مقامات کے
لیئے ہر فقط و اللہ تعالیٰ اعلم

ماہ بیع الاول میں دفعہ انجم کی موجودہ کتب میں ابی مرتبہ وہی خاصہ عایت

کجا بانی جو رمضان المبارک میں کجانی تھی - رعایتی فہرست کتب - بیع الاول کے انجم میں
انشاء اللہ تعالیٰ

اصلاح - اور - شیعہ

شیعوں کے بہت سے مذہبی موقت الشیوعہ پرچے جاری ہیں۔ مگر دفتر الانجم میں ہی دو پرچے آتے ہیں۔ تمیسرا انشس بھی کبھی کبھی آجاتا ہو۔ پہلے اثنا عشری بھی آتا تھا مگر اُس نے نہایت قابلِ شرم طریقے سے فرار اختیار کیا۔ اور بحیثِ تحریفِ قرآن میں خود ہی الانجم کو چھین کر اور افترا پردازی کا ایک طوبار باندھ کر الانجم کی طرف سے جواب باصواب ملنے پر روپوش ہو گیا۔ مبادلہ بند کر دیا۔ بہت غیرت دلانیوالے مضامین لکھے گئے۔ مگر پھر اُس نے کروٹ ماری۔

مگر مذکورہ بالا دونوں رسالے اب تک آرہے ہیں۔ چمکی بابت ان کا خاص شکریہ ادا کیا جاتا ہو اور ان کی دلیری و مردانگی اور حیا و ہمت کی خاص طور پر تعریف کی جاتی ہو۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اگلی حکمت کی باتوں میں سے جو لوگوں کے ہاتھوں میں باقی رہ گئی ہیں ایک مقولہ یہ بھی ہو۔

”اذا لم تستحی مناصغ ماشئت“
یعنی جب تو حیا کو چھوڑ دے تو پھر جو جی چاہے کر ڈال۔

اسی مضمون کو کسی نے فارسی میں موزون کیا ہو
بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اصلاح و شیعہ دونوں پر ابتداء ہی اشاعت الانجم سے اس وقت تک جس قدر گرفتیں کی گئی ہیں اور ان دونوں کی حق پوشیان اور دوسری نہایت رکیک قابلِ شرم کارروائیاں جس قدر دکھائی جا چکی ہیں۔ ایک باحیا کے بے کافی و دانی تعین۔

صد ہا گرفتوں میں سے ایک گرفت ”حرمتِ خمر“ والے مضمون کی، جس میں ایڈیٹر اصلاح نے لفظ شراب کا جو عربی عبارت میں واقع تھی، اردو میں ”شراب“ ترجمہ کر کے لوگوں کو یہ فریب دیا تھا کہ معاذ اللہ حضرت فاروق اعظم شراب پیتے تھے (جزاہ اللہ باقال)

اور ایڈیٹر شیعہ کو بھی منجملہ بہت سے مضامین کے ”ذریات ابن سبا اور شیطاٹین“ والا مضمون ”مذہب شیعہ میں سورج گوشت اور مردار اور خون کی حلت کا مضمون یا درکھنا چاہیے تھا۔

مگر ان دونوں صاحبوں نے تو بالکل آنکھیں بند کر لی ہیں اور حق پوشی و باطل فروشی کا بیڑا اٹھالیا ہو۔ چاہے اس میں ان کو کیسی ہی ذلتوں کا سامنا کرنا پڑے کیسی ہی قبیح سے قبیح اور ناشائستہ سے ناشائستہ حرکات

کا از کباب کرنا پڑے۔

گویا اللہ نے ان پر اسی کو فرض کر دیا ہے۔ جیسے شیعوں کے اصحاب ائمہ پر بقول ائمہ کے لائمہ پرا فتر کرنا خدا نے فرض کر دیا تھا۔

میرادل چاہتا ہے کہ ایک فہرست ان مضامین کی مرتب کروں، جن میں ابتداء سے اشاعت انجم سے اس وقت تک شیعہ رسائل و اخبار اور ان کی کتب پر گرفت کی گئی ہے۔

یہ فہرست بہت مختصر ہو اور نقشہ کی صورت میں جس میں حسب ذیل چند خانے ہوں۔

خانہ اول۔ خلاصہ مضمون گرفت۔

خانہ دوم۔ کس پر گرفت کی گئی۔

خانہ سوم۔ انجم کے کس پرچہ میں یہ گرفت شروع کی گئی۔

خانہ چہارم۔ شیعوں نے اس گرفت کا کیا جواب دیا؟ یا کچھ جواب نہیں دیا۔

یہ فہرست مرتب ہو گئی تو یہ اُمید تو نہیں ہے کہ ان دونوں رسالوں کے عالی دماغ ایڈیٹروں پر کچھ اثر پڑے۔ لیکن یہ اُمید ضرور ہے کہ ناواقف سنی و اہل ہو جائیں گے۔ اور پھر کسی شیعہ کی من ترانی اُن کے سامنے نہ چل سکے گی۔

نمونہ کے طور پر اس وقت ان دونوں ایڈیٹر صاحبان کی ایک نہایت لطیف اور قابل قدر کاروائی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اسید ہے کہ ناظرین اس کو بہت غور سے ملاحظہ فرمائیں گے۔

مذمت ہوئی جب انجم میں ایک مضمون ممتاز حسین صاحب سابق شیعہ کا شائع ہوا تھا۔ جس کا عنوان یہ تھا: دین کیوں سنی ہو گیا؟

اس مضمون میں ممتاز حسین صاحب نے اپنے سنی

ہو جانے کے سچے سچے اور عبرت انگیز واقعات درج کیے تھے

اور اپنے تین سوال شائع کیے تھے۔ اور لکھا تھا کہ ان

سوالات کو میں نے لکھنؤ کے فلان فلان نامور شیعہ

مجتہدین، اور آگرہ و بھوپال کے شیعہ حضرات کے

سامنے پیش کیا۔ مگر کوئی جواب نہ دے سکا۔ لہذا

مجھے یقین ہو گیا کہ مذہب شیعہ باطل ہے۔ اور اس کے

بطلان کا خود اسکے علما کو یقین ہے۔ اور مذہب اہلسنت

حق ہے۔ پھر اتمام حجت کے لیے یہ بھی لکھ دیا کہ اگر کوئی

شیعہ مولوی اب بھی میرے ان سوالات کا جواب دیدین

تو میں اپنے قدیم آبائی مذہب کی طرف رجوع کرنے

کے لیے تیار ہوں۔ (لیکن اس وقت تک کئی سال

ہو چکے کسی شیعہ کو جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی) پھر آخر

مضمون میں ممتاز حسین صاحب نے اپنے وہ مصائب

بیان کیے تھے۔ جو قبول حق کی وجہ سے ان کو پیش
آئے۔ اور جو گویا قبول حق کے ضروری اور لازمی
نتائج ہیں۔ جسکے برداشت کرنے کے لیے حق تعالیٰ نے
حضرات مہاجرین رضی اللہ عنہم کو قابل اقتداء نمونہ
بنایا ہے۔ کہا قال۔ لستکونوا شہداء علی الناس۔
یہ مضمون کچھ ایسا تھا کہ شیعوں کے دلوں
پر ہمک برجراحت کی طرح موثر ہوا۔

اصلاح و شیعہ کے فاضل ایڈیٹر صاحبان کو
نہ تو یہ تو فیق ہوئی کہ اُن سوالات کا جواب دیتے
نہ یہ ہمت ہوئی کہ اُن واقعات کی تکذیب کرتے جو
اس مضمون میں مذکور تھے۔ مگر اپنی قوم کی اشک ثوی
کے لیے کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری تھا۔ لہذا لگے اس کے
مقابل میں قصے اور واقعے تصنیف کر لے۔ یہ نہ سمجھے
کہ واقعات کی تصنیف افسانہ نویسی کے میدان میں
البتہ ہو سکتی ہے۔ لیکن مذہبی رنگ میں یہ تصنیف
سخت ذلت کا سرمایہ بن جاتی ہے۔ بلکہ وہ اپنی اس کارروائی
کو اپنے لیے فخر و مباہات کا سرمایہ سمجھتے رہے۔ وہم
یَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ یُحْیِیُونَ مَوْتًا۔

چنانچہ پہلے پہل ایڈیٹر شیعہ نے ایک واقعہ
عبد السبحان نامی ایک فرضی شخص کی طرف سے تصنیف
فرمایا۔ اور اسکا کانپور۔ سر اے لاٹھی محال میں مقیم

ہونا بیان کیا۔ اور لکھا کہ وہ شخص درمختار میں یہ
مضمون دیکھ کر کہ : اناست کے لیے عضو مخصوص کا
چھوٹا ہونا موجب ترجیح ہو اور یہ کہ علم اس کا بغیر
اسکے کہ بے حیائی کے ساتھ عضو مخصوص کی پیمائش
کی جائے ممکن نہیں۔ “ شیعہ ہو گیا۔ اور کانپور
کے علما سے اُس نے اس سائل کی اہمیت سوال
کیا۔ مگر کوئی شخص جواب نہ دے سکا۔ خلاصہ اُس
ناپاک مضمون کا یہی تھا۔

دفتر انجم سے بعض حضرات کانپور کے نام خطوط
بھیجے گئے۔ کہ سر اے لاٹھی محال میں اسکی تحقیق
کی جائے کہ عبد السبحان نامی کون شخص ہیں اور
ان واقعات کی اصلیت کیا ہے؟

نیز ایڈیٹر شیعہ کو چیلنج دیا گیا۔ کہ تم اپنے انفرادی
کیسے ہوئے سائل کو درمختار میں دکھاؤ۔

کانپور سے جواب آیا کہ بالکل غلط ہے عبد السبحان
نام کا کوئی شخص کانپور کی سر اے لاٹھی محال کیا
معنی، کسی سر اے لاٹھی محال میں نہ اس وقت ہو نہ کئی ماہ سے
اس نام کا کوئی شخص آیا۔ سر اے لاٹھی محال کے رجسٹر
دیکھے گئے۔ کہیں اس نام کا پتہ نہیں۔ نیز اس
مضمون کا کوئی سوال کانپور کے کسی عالم کے سامنے
تحریر یا تقریراً کبھی پیش نہیں ہوا۔

اب ایڈیٹر شیعہ خود بتائیں کہ وہ ان واقعات کی تصنیف میں جبکہ انکا کذب عالم آشکار ہو چکا کیون نہیں شرم کرتے؟ چھوٹ بولنا اگر ان کے مذہب میں بہترین عبادت ہی تو ہو۔ مگر دنیا بھر سکو برا سمجھتی ہی اسکا وہ کیون نہیں خیال کرتے۔
نقطہ والسلام علی من اتبع الهدی۔

موثر الانصار دیوبند

کا

دوسرا سالانہ اجلاس میرٹھ میں

اسلام اور مسلمانوں کے ہوا خواہ اس مسرت انگیز خبر کو نہایت شوق سے سنیں گے کہ موثر الانصار مدرسہ عالیہ دیوبند (جس نے مسلمانوں کی حقیقی فلاح کے متعلق صحیح اور شاندار اصول پر بہترین تدابیر سوچنے اور ان کو عملی طور پر اشاعت دینے کا تمام اسکان فیصلہ کر لیا ہے) اسکا دوسرا سالانہ اجلاس اس سال میرٹھ میں ہونا قرار پایا ہے۔ جس کی تاریخیں ۴-۵-۸ اپریل مطابق ۱۴-۱۸-۱۹ بیچ انسانی ہوگی۔

مزید حالات اور انتظامات بعد میں شائع کیے جائیں گے۔
المعتمد

عبید اللہ ناظم جمیعۃ الانصار مدرسہ عالیہ دیوبند

ایڈیٹر شیعہ کو تو گویا سکتہ ہو گیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مولوی عبد السمیع صاحب بنارس نے ایڈیٹر شیعہ کے نام ایک کھلی چٹھی چھپوائی۔ کہ اس واقعہ کی تحقیق کرادو۔ تم میرے ساتھ چلو اور عبد السمیع سے ملاقات کرادو۔ تمہاری آمد و رفت و نیز چلہ پھل کا میں ذمہ دار ہوں۔ اس پر بھی کچھ جواب نہ ملا تو مجھے خیال ہوتا ہے کہ مولوی عبد السمیع صاحب نے ایک رجسٹری ایڈیٹر شیعہ کے نام بھیجی اسکا بھی جواب نہ آیا۔

اب خیال تو کیجیے کہ ایسی حیا کس فرقہ میں ہو سکتی ہے؟ اور اس غیرت کی مثال دنیا بھر میں کین مل سکتی ہے؟

خیر۔ یہ سب کچھ تو ہو چکا۔ مگر تصنیف واقعات کا سلسلہ ختم ہونے نہیں آتا۔ ہر دوسرے تیسرے مہینے اصلاح و شیعہ میں کوئی نہ کوئی واقعہ تصنیف ہوتا رہتا ہے۔ جس میں کسی نہ کسی فرضی شخص کا شیعہ ہو جانا مذکور ہوتا ہے۔

اب کئی پرچون سے سلسلہ یہ واقعات ہر پرچے میں رہتے ہیں۔ مگر اب دور دراز مقامات کے حوالے دیے جاتے ہیں۔ کوئی پنجاب کا واقعہ ہوتا ہے۔ کوئی سندھ کا۔ کوئی دکن کا۔

میں کیوں سنی ہو گیا

جنابے لنا صاحب دامت اللہ علیہم۔ بعد سلام سنو
ہزار ادب گزارش ہے۔ سطور ذیل بنا بر اطلاع
برادران دینی و بغرض اتمام حجت شائع کرنا چاہتا
ہوں۔ امید وار ہوں کہ مذہبی صحیفہ انجم میں انکو
جگہ دے کر ممنون نشرائیں۔

خداوند کرم کار ساز کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے
اپنے فضل و کرم سے اس ناچیز کی دستگیری فرمائی اور
جبکہ میں جہنم کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا اور ایک لمحے
کے بعد اُس میں گرنا چاہتا تھا، یکایک ایک روشنی
میری آنکھوں میں ایسی پیدا ہوئی کہ میں اُس خطرہ
وادی سے بھاگا۔ اور اب بحمد اللہ ایسے ہمیشہ ہمارے
گلستان میں گلگشت کر رہا ہوں جسکے پھولوں کی
دل نواز خوشبوؤں، مشام جان کو معطر کر رہی ہیں جسکے
لذیذ اور لطیف میوے روح کو طراوت اور نصارت
دیتے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

میں آبائی شیعہ تھا۔ اور بچپن سے شیعہ مذہب
کی تعلیم میرے خون کے ساتھ مل چکی تھی۔

میں اسی شہر لکھنؤ کا رہنے والا ہوں۔ اور
میرے خاندان کے تمام لوگ اب بھی شیعہ ہیں۔ میرے

سکان محلہ کٹرہ اعظم بیگ میں لال مسجد کے قریب بڑے مال کا بام و دروازہ
میر خنیر حسن خان کا رخاںہ دارگوڑہ ساکن سعادت گنج علی میرا بیگ آبادی

ہیں جس شیعہ کا جی چاہے تحقیق کرے۔ میں کوئی فرضی
شخص نہیں ہوں جس طرح اصلاح وغیرہ میں فرضی
ناموں سے قفسے چھپا کرتے ہیں۔

اب میرے تبدیل مذہب کا سبب سنئے۔ میں
اپنے دل میں کبھی یہ خیال بھی نہ کرتا تھا کہ مذہب شیعہ
کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب کوئی چیز ہی۔ نہ کبھی تحقیق
حق کی خواہش مجھے ہوئی تھی۔ مگر خدا کی قدرت کہ
ان چند سال میں کچھ واقعات اس قسم کے پے درپے
پیش آئے جن سے خود بخود یکایک میری توجہ اس طرف
ہوئی۔ اور بہت آسانی سے مجھے یقین کامل حاصل
ہو گیا کہ مذہب شیعہ قطعاً باطل ہے اور اسکے علماء و
مجتہدین خود اسکے باطل ہونے کا یقین کامل رکھتے
ہیں۔ اور یہ بھی یقین ہو گیا کہ مذہب اہل سنت یقیناً
حق ہے اور اسکے حق ہونے کا علما و شیعہ بھی یقین
کامل رکھتے ہیں۔

وہ واقعات بہت سے ہیں۔ مغلہ ان کے چند
مشہور واقعات کا ذکر اس مقام پر کرتا ہوں۔

(۱) مولوی مقبول احمد صاحب کا واقعہ۔ کہ
وہ لکھنؤ میں تشریف لائے اور انھوں نے مسلسل ۳ سال

ان کی سب باتیں باد ہوائی ہیں۔ ان بیانات سے جس قدر فائدہ مجھے ہوا اُسکا اندازہ کچھ میں ہی خوب کر سکتا ہوں۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ میرے دل میں حق کی بنیاد اُسی زمانے سے قائم ہوئی۔ واقعات مابعد سے وہ بنیاد اور بھی مضبوط اور مستحکم ہوتی گئی۔

(۲۱) ممتاز حسین صاحب کا واقعہ۔ کہ وہ بھی

میری طرح آبائی شیعہ تھے۔ اور محلہ مشک گنج لکھنؤ کے رہنے والے ہیں۔ میں اُن کو خوب جانتا ہوں۔ تحقیق حق کا شوق اُن کو پیدا ہوا۔ اور صرف میں سوال مذہب شیعہ کے متعلق انھوں نے لکھنؤ کے نامور مجتہدین شیعہ سے کیے۔ اور لکھنؤ کے علاوہ دوسرے مقامات کے علمائے شیعہ سے بھی اُن سوالات کو حل کرنا چاہا۔ مگر کوئی جواب شافی نہ ملا۔ بلکہ اس قسم کی باتیں پیش آئیں جن سے یقین کامل اُن کو بطلان مذہب شیعہ و حقیقت مذہب اہل سنت حاصل ہو گیا اور وہ بالا اعلان سنی ہو گئے جیسا کہ پھر انہم میں مفصل چھپ چکا ہے۔

(۲۲) صفدر حسین صاحب میرٹھی کا واقعہ جو

لاہور سے اپنے آقا منشی گلاب سنگھ مالک مطبع کے کام سے لکھنؤ آئے تھے۔ اور یہاں آکر وہ سنیوں سے بھی

جلسیں بیان پڑھیں۔ جنہیں میں بھی شریک ہوا اور خوب خوب مطاعن صحابہ کرام کے سنے۔ بعد اُنکے سنی علماء کے بیانات جو مقبول احمد کے حلون کے جواب میں ہوئے۔ اُنہیں بھی شریک ہوا۔ بعض بعض دن ایسا بھی اتفاق ہوا کہ شیعہ سنی دونوں کا بیان ایک ہی دن میں میں نے سنا۔

میں دیکھ رہا تھا کہ سنیوں کے بیانات سے کیسی بے چینی شیعوں میں پھیل رہی تھی۔ خاص کر وہ بیان مجھے ہمیشہ یاد رہیگا جو سنیوں کی طرف سے کٹر ابو تراب خان میں داروغہ عاشق علی کی مسجد میں ہوا تھا۔ جس میں ایک سنی عالم صاحب نے یہ بیان کیا تھا کہ شیعہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں۔ اور انھوں نے شیعوں کی کتابوں کی عبارتیں بھی پڑھی تھیں۔

اس بیان کے سننے کے بعد میں مقبول احمد صاحب کے بیان میں شریک ہوا۔ اس روز مجھے پورا اندازہ ہو گیا کہ شیعہ اپنے دل میں مذہب اہل سنت کو کیسا سمجھتے ہیں۔ اسی اثنا میں سنیوں کی طرف سے مقبول احمد صاحب کو مناظرے کی دعوت دی گئی۔ مگر وہ کسی طرح مناظرے پر راضی نہ ہوئے

مجھے پورا یقین ہو گیا کہ یہ لوگ جو کچھ بیان کرتے ہیں اُسکو سنیوں کے مقابلہ میں ثابت نہیں کر سکتے

الحکم - لکھنؤ - سید محمد جلیل

الحکم میں چھپوایا۔ غرض متعدد مرتبہ تحریر و تقریراً
سید صاحب نے اکتشاف حق کا اعتراف کیا۔ اب
جبکہ ان کو معرفت حق پوری طرح حاصل ہو گئی تو
بالکل سکوت کر گئے۔ اور قبول حق کا اعلان نہیں
کرتے۔

اس واقعے سے بھی بہت عمدہ نتائج میں نے
اخذ کیے۔ اول مذہب شیعہ کا بطلان۔ دوسرے
ان لوگوں کا دیدہ و دانستہ باطل پر قیام۔

(۵) ایڈیٹر اصلاح و شیعہ و اثنا عشری وغیرہ
کی کارروائیاں۔ کہ الحکم کے مقابلہ میں کیسی کیسی حرکتیں
یہ لوگ کر رہے ہیں۔ ان حرکتوں سے صاف ظاہر
ہو کہ یہ لوگ اپنے مذہب کے باطل ہونے کا یقین
کامل رکھتے ہیں۔ جو شخص نادانستہ باطل میں مبتلا
ہو وہ ایسی حرکتیں نہیں کر سکتا۔

ایڈیٹر شیعہ نے خود ایک مرتبہ ایڈیٹر صاحب الحکم کو
مناظرے کی دعوت دی۔ کچھ بے بلایا۔ جب وہ
راضی ہوئے تو منہ راکر گیا۔

اثنا عشری نے خود ہی بحث و تالیف پر مضمون لکھا
اور کس دلیری کے ساتھ لکھا کہ شیعہوں کے یہاں
تحریف کی ایک روایت بھی نہیں۔ جب الحکم کی طرف
سے جواب دیا گیا۔ تو روپوش ہو گیا۔

۱۔ اور طعن فذک وغیرہ کے سباحث ہو کر بالآخر انکو
مذہب شیعہ کی حقیقت میں شبہات پیدا ہوئے اور ان
شبہات کا لکھنؤ کے کسی مجتہد نے جواب نہ دیا۔ بلکہ مولوی
ناصر حسین صاحب کی جو گفتگو ان سے ہوئی۔ اُس نے
انکے دل پر مذہب شیعہ کے بطلان و مذہب اہل سنت
کی حقیقت کو نفث کشی کا کچر کر دیا۔ جسکا انھوں نے اعتراف
کیا۔ لیکن یہ خوف مفارقت اہل و عیال و والدین
تبدیل مذہب سے قاصر رہے۔ اور اپنے اس تصور
کا اقرار کیا۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

(۶) سید مصطفیٰ حسین صاحب کا واقعہ۔ کہ
انھوں نے الحکم میں پہلے خلافت کے مضمون پر متعدد
تحریریں لکھیں۔ او۔ ہر بار ان کو شافی جوابات ملے بعد
اسکے عصمت ائمہ پر ایک مضمون لکھا۔ جس میں انھوں
نے یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ اگر شیعوں کی طرف سے عصمت
کا معقول ثبوت نہ ملا تو میں سنی ہو جاؤنگا۔ آج تک
کسی شیعہ نے کوئی ثبوت نہ دیا۔ اثنا عشری نے
جو کچھ لکھا تھا۔ اُسکی نسبت خود سید صاحب لکھنؤ
نے الحکم میں اپنا اقرار شائع کر لیا کہ اثنا عشری کی
تحریر تشفی بخش نہیں ہے۔

پھر انھیں سید مصطفیٰ حسین صاحب نے ایک مرتبہ
الحکم و الشمس میں محاکمہ کیا۔ اور الشمس کی لغویت کو

ایڈیٹر شیعہ و اصلاح نے کتنے جھوٹے فرضی واقعات سنی کے شیعہ ہو جانیکے لکھے، مگر ثبوت ایک کا بھی نہ دے سکے۔ بلکہ بعض واقعات میں ان کا دور و فلو ہونا بالکل کھل گیا۔

(۴) شیعوں کے مولویوں اور مجتہدوں کی کارروائیاں کہ اپنے محققون کے سامنے ان اپنی شائبہ ہانکنے کے لیے بڑے مرد ہیں۔ مگر کسی سنی مولوی کے سامنے ایک حرف بھی زبان نکالتے ڈرتے ہیں صدیاً مرتبہ تحریراً تقریراً انکو سنیوں کی طرف سے خاص شہر لکھنؤ میں اعلان دیا گیا کہ اگر مملوگون کو اپنے مذہب کی حقیقت کا ذرہ برابر بھی وہم و گمان ہو تو آؤ مناظرہ کرلو مگر کسی کہ ہمت نہ ہوئی۔ اس سے صاف ظاہر ہو کہ وہ لوگ خود بھی اپنے مذہب کے حق ہونیکا یقین نہیں رکھتے۔ بلکہ یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ مناظرہ میں مغلوبیت کے سوا کچھ نہ حاصل ہوگا۔

(۵) مناظرہ جدید لکھنؤ۔ جس میں ثابت ہو گیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن مجید پر نہ ہو نہ ہو سکتا ہو۔ منجملہ بہت سے واقعات کے مختصر آئیں چند واقعات میں نے ذکر کیے۔ جن سے میرا یقین کامل ہو گیا اور میں بالاعلان سنی ہو گیا۔ لیکن میں اب بھی یہ اعلان دیتا ہوں کہ اگر کسی سنی عالم کے مواہب میں کوئی شیعہ اسکا معقول

جواب دیدے تو میں پھر اپنے قدیم آبائی مذہب شیعہ کی طرف رجوع کرونگا۔ بلکہ اپنے ساتھ کئی سنیوں کو بھی شیعہ بناؤنگا۔ وہ سوالات حسب ذیل ہیں۔

سوال اول۔ کیا شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر

ہے۔ یا ہو سکتا ہے؟ جواب موافق اصول شیعہ ہونا چاہیے

سوال دوم۔ شیعہ اہل بیت رسول کی محبت و

پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ اہل بیت

رسول کون لوگ ہیں؟

سوال سوم۔ کیا شیعہ ان بارہ اشخاص کا

مذہب بتا سکتے ہیں۔ جنکو وہ فرضی طور پر اپنا امام کہتے

ہیں اور انکو معصوم و مفترض الطاعتہ بیان کرتے ہیں۔

مجھے کامل طور پر تحقیق ہو گیا کہ ان تین سوالوں کا

جواب شیعوں کے اولین و آخرین سب مل کر بھی نہیں

دے سکتے۔ کوئی شیعہ نہیں ثابت کر سکتا کہ شیعوں کا ایمان

قرآن پاک پر ہی ہو سکتا ہے۔ کوئی شیعہ نہیں بتا سکتا۔ کہ

اہل بیت رسول کون لوگ ہیں۔ کوئی شیعہ نہیں بتا سکتا

کہ ان بارہ اشخاص کا مذہب کیا تھا؟ جنکو وہ امام

معصوم کہتے ہیں۔ آیا وہ فی الواقع سنی تھے یا شیعہ

یا حنار جمعی تھے یا عیسائی تھے۔ یا یہودی تھے

آخر انکا اصلی مذہب کیا تھا۔ فقط

راقم۔ خاکپائے اہل سنت احمد حسین خان لکھنؤ

فہرست وصولی و واپسی ویلو بابت سالانہ چند النجم

گذشتہ نمبر میں (۴۸) نام وصولی میں اور (۲۷) نام واپسی میں ناظرین کے ملاحظہ سے گزرے ہوں گے اور آج کی فہرست میں (۱۳۹) نام وصولی کے اور (۱۵۶) نام واپسی کے اور درج کیے جاتے ہیں۔ کل میزان وصولی کے ناموں کی (۱۸۷) ہوئی۔ اور واپسی کے ناموں کی (۱۹۳) ہوئی۔

ناموں میں پورا پتہ درج نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی با اثر ہمدرد النجم اپنے بیان کی واپسی کے پوسے پتے طلب فرمائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بھیج دے جائیں گے۔

- فہرست وصولی:** (۱) مولوی فیض الرحمن منٹا پورنیہ (۲) ناظم علی صاحب فیض آباد (۳) ناظم علی صاحب بہرائچ (۴) عبد اللہ صاحب دھبنگہ (۵) غازی خان صاحب اٹک (۶) نور محمد صاحب برہمہ (۷) لیاقت حسین صاحب گورکھپور (۸) افتخار احمد منٹا سلطانپور (۹) احمد حسین خان صاحب گورکھپور (۱۰) عبد الغفار منٹا آباد (۱۱) مبارک علی صاحب کلکتہ (۱۲) مولوی محمد حسین صاحب بہرائچ (۱۳) مولوی عبدالرحمن منٹا گوندہ (۱۴) ضیاء الحق صاحب فیروزپور (۱۵) مظفر حسین صاحب کلکتہ (۱۶) احسان علی صاحب بارہ بنکی (۱۷) مصطفیٰ خان صاحب فرخ آباد (۱۸) شاہ مقصود صاحب مظفرپور (۱۹) عبدالقادر خان صاحب کاٹھیاواڑ (۲۰) مرزا عزیز بیگ منٹا سہارنپور (۲۱) ناظم علی صاحب بہرائچ (۲۲) شاہ محمد صدیق صاحب سہارنپور (۲۳) عبدالحق صاحب منہی (۲۴) عبد الغنی صاحب بنارس (۲۵) محمد شفیع صاحب فیض آباد (۲۶) احمد حسین صاحب کانپور (۲۷) محبوب علی صاحب بھاگلپور (۲۸) محمد قادر صاحب مداس (۲۹) منن صاحب بنارس (۳۰) محمد قاسم صاحب پٹنہ (۳۱) طالب الحق صاحب دکن (۳۲) نواب محمد حسن صاحب لکھنؤ (۳۳) غلام رسول صاحب گاون (۳۴) غوث پیران صاحب ممبئی (۳۵) دین محمد صاحب ہردوی (۳۶) مصطفیٰ علی خان صاحب رامپور (۳۷) فتح محمد صاحب ممبئی (۳۸) ناصر حسین صاحب کلکتہ (۳۹) محمد حسن صاحب رائی پٹی (۴۰) مولوی عبد الرؤف صاحب کلکتہ (۴۱) بدر الدین صاحب پٹنہ (۴۲) ضیاء الدین صاحب بھوپال (۴۳) مولوی ابو فیض صاحب بھوپال (۴۴) محمد عبد القیوم صاحب پٹنہ (۴۵) محمد یسین صاحب سلطان پور (۴۶) تصدق حسین صاحب چیمپرا (۴۷) عبد الحمید صاحب پٹنہ (۴۸) عبد الرحمن صاحب بارہ بنکی (۴۹) محل حسین صاحب بارہ بنکی (۵۰) داؤد احمد صاحب بھوپال (۵۱) محمد اسحاق صاحب بارہ بنکی (۵۲) فیروز الدین صاحب بہرائچ (۵۳) نور محمد صاحب کھیری (۵۴) محمد الیاس صاحب سہارنپور (۵۵) یوسف علی صاحب مداس

- (۵۶) مفتی میان بریلے (۱۲۵۷) حسن میان پٹنہ (۵۸) محی الدین صاحب حیدرآباد (۵۹) فتح محمد صاحب بسبی (۱۵۵۲)
- (۶۰) حمید الدین صاحب پٹنہ (۶۱) محمد خالصا صاحب چیمارن (۶۲) عبد الغفور صاحب موٹگیر (۶۳) فدا حسین صاحب لکھنؤ (۱۲۲۳)
- (۶۴) مولانا بخش صاحب راولے بریلی (۶۵) اسد علی صاحب بہرائچ (۶۶) ارتضیٰ خاں صاحب گونڈہ (۶۷) عبد الغفار صاحب بہرائچ (۱۷۵۸)
- (۶۸) محمد عمر صاحب الہ آباد (۶۹) عبد الحمید خاں صاحب علوپور (۷۰) ذلی محمد صاحب لودھیانہ (۷۱) مصطفیٰ حسین صاحب راولے بریلی (۱۲۲۶)
- (۷۲) سید قاسم صاحب مداس (۷۳) سکندر زمان صاحب بسبی (۷۴) عبد الغفار صاحب فیض آباد (۷۵) فدا حسین صاحب ایٹہ (۱۸۶۵)
- (۷۶) حفیظ اللہ صاحب دکن (۷۷) قیام الدین صاحب کھیری (۷۸) محمود علی صاحب متھرا (۷۹) کریم الدین صاحب ناسک (۱۲۲۶)
- (۸۰) عبد الفتی صاحب پٹنہ (۸۱) عبد الرحمن صاحب من سنگھ (۸۲) رستم خاں صاحب بہرائچ (۸۳) حسن الدین صاحب بازہ (۱۷۹۷)
- (۸۴) جعفر حسین صاحب بہرائچ (۸۵) فتح اللہ صاحب دہلی (۸۶) سید تقویٰ صاحب کاٹھیاوار (۸۷) اکرام الدین احمد صاحب پٹنہ (۱۷۹۷)
- (۸۸) شتاق علی صاحب سیٹاپور (۸۹) سراج الدین صاحب فتح پور (۹۰) عظیم الدین صاحب بھوپال (۹۱) میر احمد حسین صاحب دہرادو (۱۸۵۵)
- (۹۲) اختر حسین صاحب پٹنہ (۹۳) ابوالقاسم صاحب بنارس (۹۴) عبد الحکیم صاحب گورکھپور (۹۵) محمد اکرام صاحب گیا (۱۱۷۷)
- (۹۶) محمد عوض صاحب ہردوئی (۹۷) نور الدین صاحب بسبی (۹۸) دادا صاحب بسبی (۹۹) فخر الدین صاحب فتحپور (۱۷۷۷)
- (۱۰۰) محمد نور احمد صاحب سیٹاپور (۱۰۱) ابوالقاسم صاحب دکن (۱۰۲) عبد الفتی صاحب سلھانپور (۱۰۳) الطاف حسین صاحب جاورہ (۱۷۵۷)
- (۱۰۴) حبیب حسن صاحب پٹنہ (۱۰۵) محمد ولی خاں صاحب شامپانپور (۱۰۶) حامد حسین صاحب پٹنہ (۱۰۷) رفیع الدین صاحب آخ آباد (۱۵۲۱)
- (۱۰۸) غیاث الدین صاحب لکھنؤ (۱۰۹) محمد ابراہیم صاحب بسبی (۱۱۰) اصغر علی صاحب جونپور (۱۱۱) مظفر بی صاحب پٹنہ (۱۷۷۷)
- (۱۱۲) ولد علی صاحب بازہ (۱۱۳) جہان بیگ صاحب گونڈہ (۱۱۴) عبد الغفور صاحب بہرائچ (۱۱۵) عبد الرحمن خاں صاحب سیٹاپور (۱۷۵۷)
- (۱۱۶) فقیر بخش صاحب سندھ (۱۱۷) عبد الغفور صاحب انت پور (۱۱۸) مکرم علی صاحب دکن (۱۱۹) مولوی عبد اللہ خاں صاحب ٹنگ (۱۲۵۷)
- (۱۲۰) محمد سیف صاحب بنارس (۱۲۱) بدھو میان بہرائچ (۱۲۲) محمد قاسم صاحب بارہ بنکی (۱۲۳) عبد اللہ صاحب گیا (۱۷۷۷)
- (۱۲۴) مولانا بخش صاحب سیٹاپور (۱۲۵) ایس۔ ایم۔ حمید صاحب چھرا (۱۲۶) امیر احمد صاحب سہارنپور (۱۲۷) عبد الرزاق صاحب احمدپور (۱۷۷۷)
- (۱۲۸) قدیر احمد صاحب لکھنؤ (۱۲۹) کفایت اللہ صاحب گھوٹا (۱۳۰) نذیر احمد صاحب بریلی (۱۳۱) عظیم الدین حسین صاحب گونڈہ (۱۷۷۷)
- (۱۳۲) جہان علی صاحب پورنیہ (۱۳۳) شمشیر علی صاحب پورنیہ (۱۳۴) فضل احمد صاحب پنجاب (۱۳۵) عبد الغفار خاں صاحب لکھنؤ (۱۷۷۷)
- (۱۳۶) عبد الوہاب صاحب فرخ آباد (۱۳۷) محمد حسین صاحب راولے بریلی (۱۳۸) محمد دم احمد صاحب فیض آباد (۱۳۹) مولوی وحید صاحب چھرا (۱۷۷۷)

فہرست واپسی:-

- (۱) مظفر امام صاحب بستی (۱۸۰۰) حب
(۲) ابوالحسن صار لے بریلی (۱۳۴۱) حب
(۳) شاہ مصطفیٰ صاحبید آباد (۱۳۲۷) حب
(۴) غوث محمد صاحب پنجاب (۱۷۷۵) حب
(۵) احمد حسین صاحب حیدرآباد (۱۵۰۷) حب
(۶) شاہ وکیل احمد صاحب چھپرا (۱۷۰۷) حب
(۷) عبد القیوم صاحب فرخ آباد (۱۷۰۷) حب
(۸) رمانند صاحب انبالہ (۱۳۸۸) حب
(۹) منظور علی صاحب علیگرہ (۱۷۷۷) حب
(۱۰) نظام علی صاحب مرزا پور (۱۱) نور الحسن صاحب مظفر نگر (۱۷۷۷) حب
(۱۲) نور محمد صاحب پورنیہ (۱۳۵۹) حب
(۱۳) وزیر خاں صاحب ای بریلی (۱۷۱۲) حب
(۱۴) عبد اللطیف صاحب بیٹی (۱۵) چھوٹا صاحب دکن (۱۷۷۷) حب
(۱۶) رحمت اللہ صاحب مونگیر (۱۳۵۸) حب
(۱۷) عبد الغزیز صاحب ڈھاکہ (۱۸) عنایت علی صاحب مظفر نگر (۱۹) کریم بیگ صاحب بیرون (۱۷۷۷) حب
(۲۰) زین العابدین صاحب بیٹی (۲۱) محمد مہدی صاحب بیٹی (۲۲) شمس الدین صاحب پنجاب (۲۳) عبد الحکیم صاحب بیرون (۱۷۷۷) حب
(۲۴) محمد خان صاحب سہارنپور (۲۵) شفیق الزمان خان بارہ بنٹی (۲۶) حاجی ابراہیم صاحب بیٹی (۲۷) محمد غالب صاحب ناگپور (۱۷۷۷) حب
(۲۸) محمد یوسف صاحب میرٹھ (۲۹) عزیز الرحمن صاحب پٹنہ (۳۰) عبدالحق صاحب بھاگپور (۳۱) محمد حسین صاحب پال (۱۷۷۷) حب
(۳۲) حبیب الحق صاحب گورکھپور (۳۳) حاجی محمد کبیر صاحب چھپرا (۳۴) محمد قاسم صاحب پٹنہ (۳۵) سکریری صاحب علیگرہ (۱۷۷۷) حب
(۳۶) محمد ابراہیم صاحب دھبہ (۳۷) محمد لطیف خان صاحب بانہ (۳۸) عبد الرحمن صار لے بریلی (۳۹) حافظ احمد صاحب فیض آباد (۱۷۷۷) حب
(۴۰) امیر حسن صاحب فیض آباد (۴۱) حبیبہ لائبریری صاحبہ (۴۲) عبد الحمید صاحب بیٹی (۴۳) اکرام الہی صاحب فیض آباد (۱۷۷۷) حب
(۴۴) ادیس خان صاحب بیرون (۴۵) بہار الدین صاحب سیتاپور (۴۶) سلیمان صاحب ای بریلی (۴۷) عاشق علی صاحب لکھنؤ (۱۷۷۷) حب
(۴۸) محمد قاسم صاحب بجنور (۴۹) محمد عمر صاحب لے بریلی (۵۰) سیدھی خان ہوشیار پور (۵۱) عبد الحمید صاحب غازیپور (۱۷۷۷) حب
(۵۲) محمد یامین صاحب منصوری (۵۳) فضل الرحمن صاحب فتحگرہ (۵۴) اسد اللہ صاحب سندھ (۵۵) بشیر احمد خان فیض آباد (۱۷۷۷) حب
(۵۶) محمدی حسن صاحب گیا (۵۷) محمد صدیق صاحب سندھ (۵۸) محمد یوسف صاحب غازیپور (۵۹) قدیر احمد صاحب منصوری (۱۷۷۷) حب
(۶۰) یوسف خان صاحب سیتاپور (۶۱) بی احمد صاحب الہ آباد (۶۲) ابراہیم حسین خان شاہجہانپور (۶۳) عبد الجبار خان رے بریلی (۱۷۷۷) حب
(۶۴) احمد حسین صاحب فیض آباد (۶۵) انوار حسین صاحب پٹنہ (۶۶) فضل الرحمن صاحب مظفر پور (۶۷) محمد اسماعیل صاحب سہارنپور (۱۷۷۷) حب
(۶۸) عبد السار خان صاحب لکھنؤ (۶۹) عبد الفتی صاحب لکھنؤ (۷۰) علاء الدین صاحب لکھنؤ (۷۱) اعجاز حسین صاحب لکھنؤ (۱۷۷۷) حب
(۷۲) ولی اللہ خان صاحب پٹنہ (۷۳) محمد عیسیٰ صاحب مونگیر (۷۴) شمس الدین صاحب بستی (۷۵) سراج الدین صاحب لکھنؤ (۱۷۷۷) حب
(۷۶) کریم بخش صاحب نانپارہ (۷۷) امام الدین صاحب تارس (۷۸) عبد الرؤف صاحب گوندہ (۷۹) محمد لطیف صاحب بیٹی (۱۷۷۷) حب
(۸۰) اصغر حسین صاحب دہرادون (۸۱) محمد ہاشم صاحب ای بریلی (۸۲) محمد صاحب بیٹی (۸۳) وزیر الدین صاحب سیتاپور (۱۷۷۷) حب

- (۸۲) محمود علی صاحب پٹنہ ۱۳۸۶ (۸۳) پادشہ حسین صاحب کلکتہ ۱۳۵۹ (۸۴) وزیر احمد صاحب فیض آباد ۱۳۵۴ (۸۵) عبدالستار صاحب مدراس ۱۳۵۴
- (۸۶) محمد اسماعیل صاحب پونہ ۱۲۶۹ (۸۷) عابد علی صاحب بھوپال ۱۱۸۷ (۸۸) ظہیر الدین صاحب مونگیر ۱۴۸۷ (۸۹) امیر احسن صاحب دھبنگہ ۱۵۳۲
- (۹۰) ابن احسن صاحب اناؤ ۱۳۷۲ (۹۱) حافظ احمد خان صاحب بیٹی ۱۳۷۲ (۹۲) محمد اسحاق صاحب فرخ آباد ۱۳۷۲ (۹۳) غلام محی الدین صاحب بھوپال ۱۳۷۲
- (۹۴) غلام مولیٰ صاحب بھگلپور ۱۳۷۲ (۹۵) ابراہیم حسین صاحب دھبنگہ ۱۳۷۲ (۹۶) سخاوت حسین صاحب بھگلپور ۱۳۷۲ (۹۷) عبدالصمد صاحب گورکھپور ۱۳۷۲
- (۹۸) افتخار احمد صاحب کٹنہ ۱۳۷۲ (۹۹) کریم بخش صاحب بھگلپور ۱۳۷۲ (۱۰۰) اصغر حسین صاحب فرخ آباد ۱۳۷۲ (۱۰۱) عبدالحامید صاحب بیٹی ۱۳۷۲
- (۱۰۲) آکھی بخش صاحب اعظم گڑھ ۱۳۷۲ (۱۰۳) عبداللہ صاحب فیض آباد ۱۳۷۲ (۱۰۴) کریم الدین صاحب دکن ۱۳۷۲ (۱۰۵) محمد حسن صاحب فرخ آباد ۱۳۷۲
- (۱۰۶) احمد حسین صاحب بستی ۱۳۷۲ (۱۰۷) علاء الدین صاحب بیٹی ۱۳۷۲ (۱۰۸) رفیق علی صاحب گوندہ ۱۳۷۲ (۱۰۹) رونق علی صاحب مظفر پور ۱۳۷۲
- (۱۱۰) فضل الرحمن صاحب پٹنہ ۱۳۷۲ (۱۱۱) غلام رسول صاحب لدھیانہ ۱۳۷۲ (۱۱۲) امر او صاحب براہ ۱۳۷۲ (۱۱۳) اشفاق علی صاحب بیجوڑ ۱۳۷۲
- (۱۱۴) راحت حسین صاحب گیا ۱۳۷۲ (۱۱۵) مرزا عبداللہ صاحب سولی ۱۳۷۲ (۱۱۶) نسیم احمد صاحب کٹنہ ۱۳۷۲ (۱۱۷) عبدالمجید صاحب مظفر پور ۱۳۷۲
- (۱۱۸) شبیر احمد صاحب میرٹھ ۱۳۷۲ (۱۱۹) سعید الدین صاحب البرباد ۱۳۷۲ (۱۲۰) معصوم علی صاحب اناؤ ۱۳۷۲ (۱۲۱) محمد اشرف صاحب بھرت پور ۱۳۷۲
- (۱۲۲) آکھی بخش صاحب جوینور ۱۳۷۲ (۱۲۳) صادق علی صاحب سلطانپور ۱۳۷۲ (۱۲۴) اشرف حسین صاحب سلطانپور ۱۳۷۲ (۱۲۵) گلاب الدین صاحب سیالکوٹ ۱۳۷۲
- (۱۲۶) یوسف علی صاحب ہردوئی ۱۳۷۲ (۱۲۷) عبدالحفیظ خان صاحب دکن ۱۳۷۲ (۱۲۸) غلام علی بیگ صاحب دکن ۱۳۷۲ (۱۲۹) عبداللہ صاحب ملیار ۱۳۷۲
- (۱۳۰) جمال اللہ صاحب گیا ۱۳۷۲ (۱۳۱) ممتاز حسین صاحب ہردوئی ۱۳۷۲ (۱۳۲) واجد علی خان صاحب سیالپور ۱۳۷۲ (۱۳۳) ہر دل عزیز فرخ آباد ۱۳۷۲
- (۱۳۴) کرم حسین صاحب الور ۱۳۷۲ (۱۳۵) فخر الدین صاحب کھیری ۱۳۷۲ (۱۳۶) محمد حسین صاحب ایٹہ ۱۳۷۲ (۱۳۷) شکر اللہ صاحب فیض آباد ۱۳۷۲
- (۱۳۸) فیاض الدین صاحب دکن ۱۳۷۲ (۱۳۹) ضمیر خان صاحب مالوہ ۱۳۷۲ (۱۴۰) حیدر حسین صاحب جوینور ۱۳۷۲ (۱۴۱) عبد الغفور صاحب سلطانپور ۱۳۷۲
- (۱۴۲) محمد اوریس صاحب کھیری ۱۳۷۲ (۱۴۳) سیح الدین صاحب الہ آباد ۱۳۷۲ (۱۴۴) نعیم الحق صاحب گیا ۱۳۷۲ (۱۴۵) تصدق حسین صاحب بھٹی ۱۳۷۲
- (۱۴۶) محمد اسحاق خان صاحب بارہ بنگی ۱۳۷۲ (۱۴۷) شرف الدین صاحب دکن ۱۳۷۲ (۱۴۸) جبار اللہ صاحب فیض آباد ۱۳۷۲ (۱۴۹) مختار احمد صاحب بستی ۱۳۷۲
- (۱۵۰) عبدالصمد صاحب مونگیر ۱۳۷۲ (۱۵۱) کریم بخش صاحب بارہ بنگی ۱۳۷۲ (۱۵۲) منظور عالم صاحب بھگلپور ۱۳۷۲ (۱۵۳) میر عثمان صاحب مونگیر ۱۳۷۲
- (۱۵۴) محی الدین صاحب مظفر پور ۱۳۷۲ (۱۵۵) محمد ابراہیم صاحب پنجاب ۱۳۷۲ (۱۵۶) محمد امین صاحب شملہ ۱۳۷۲ (۱۵۷) محمد علی صاحب اعظم گڑھ ۱۳۷۲
- (۱۵۸) محمد شاہ صاحب سندھ ۱۳۷۲ (۱۵۹) محمد ضیف صاحب چمبرا ۱۳۷۲ (۱۶۰) عبد الغفور صاحب بھگلپور ۱۳۷۲ (۱۶۱) حبیب اللہ صاحب کھیری ۱۳۷۲
- (۱۶۲) صالح شاہ صاحب میرس ۱۳۷۲ (۱۶۳) عبدالحق صاحب بستی ۱۳۷۲ (۱۶۴) عبدالقیوم صاحب کلکتہ ۱۳۷۲ (۱۶۵) محمد سعید خان صاحب چپرا ۱۳۷۲

بعض اعلیٰ بعض لاجلہ جائز اعلیٰ شئی منہا دون جمیعہا وانا بن ذاک علی غایۃ من الاختصار او شرح ذلک ایس بنا صنف

یعنی بعض حدیث کو بعض پر۔ اور اسی وجہ سے بعض حدیثوں پر عمل جائز ہے سب پر جائز نہیں اور میں اس کو (کہ کس حدیث پر عمل جائز ہے کس پر نہیں) نہایت اختصار کے ساتھ بیان کر دوں گا کیونکہ اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں نیز تفصیل اس کی اصول فقہ کی کتابوں میں جو خاص اسی مقصد کے لیے بنائی گئی ہیں مذکور ہے۔

واضح رہے کہ روایتیں دو قسم کی ہیں۔ متواتر اور غیر متواتر۔ متواتر وہ روایت ہے جو موجب یقین ہو۔ پس جو روایت ایسی ہو اس پر عمل ضروری ہے بغیر کسی چیز کے انتظار کے جو اس کے ساتھ ملے یا اس کو قوت دے یا اس کو ترجیح دے۔ اور جو روایتیں ایسی (یعنی متواتر) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ علیہم السلام سے منقول ہوتی ہیں۔ ان میں باہم تعارض اور تضاد نہیں ہوتا۔ اور جو روایت متواتر نہ ہو اسلی دو قسمیں ہیں ایک قسم ایسی بھی مفید علم ہوتی ہے اور وہ کل ایسی روایتیں ہیں جنکے ساتھ کوئی قرینہ مفید علم لجاے اس قسم پر عمل واجب ہے اور وہ قسم اول کے حکم میں ہے اور قرینہ کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ان میں سے (پہلی قسم) یہ ہے کہ وہ روایتیں دلائل عقلیہ اور ان کے مقتضائے موافق ہوں۔ اور ان میں سے (دوسری قسم) یہ ہے کہ وہ روایتیں عبارت قرآن کے مطابق ہوں۔ خواہ ظاہر عبارت کے خواہ اس کے دلیل خطاب کے

۱۔ اگر شائق تعارض کی نفی مراد ہو جیسا کہ ہر عبارت سے مفہوم ہوتا ہے تو یہ کلام محل نظر ہے کیونکہ ائمہ کی احادیث میں جو ہر فقہ کے تعارض و تضاد کا ہونا متواترات مذہب شیعہ سے ہے۔

۲۔ شیعوں کو چاہیے کہ اس عبارت کو بغور دیکھیں اور اہل سنت پر قیاس کے تحت یہ عیاں آنے کے باوجود اختلافات کرتے ہیں۔ چھوڑ دین۔ قیاس اور عقل دونوں کا مال ایک ہے۔ بلکہ اہل سنت اور شیعہ میں فرق یہ ہے کہ اہل سنت حدیث کو کو خبر واحد (بہ دلیل عقلی) پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اور شیعہ دلیل عقلی کو حدیث خبر واحد پر مقدم کرتے ہیں، جیسا کہ مصنف کے کلام سے ظاہر ہے ۱۲

وہ مذکور فی کتاب مصنف

سے اصول الفقہ المعولۃ

سے ہذا کتاب واعلم

ان الاخبار علی ضربین

متواتر وغیر متواتر

منہا واجب العلم فہذا

سبیلہ حجب الغل بہن

غیر توقع شئی منضات

الیہ ولا امر یقویٰ لہ علی

نہ وایحییٰ ہذا المعجزی

لحق فیہ القاضی والقاضی

فی اخبار النبی صلی اللہ

علیہ وآلہ والائمۃ علیہم السلام

وما یس متواتر علی ضربین

فقریب یوجب العلم ایضا

وہو کل خبر تقنین الیہ

قرینۃ یوجب العلم وایحییٰ

ہذا المعجزی حجب الغل بہن

یہ ہوا حق باقسم الاول

والقرآن بالاشیاء منہا انکون مطاعا

والقرآن بالاشیاء منہا انکون مطاعا واما انکون مطاعا ہر القرآن اما انکون مطاعا ہر القرآن

اَوْ فَوَاحِشُ كُلِّ هَذِهِ الْقُرْآنُ تَوْجِبُ الْعِلْمَ وَتُخْرِجُ الْخَيْرَ مِنَ حَيْزِ الْاَحَادِ وَتَدْخُلُ فِي بَابِ الْمَعْلُومِ وَهِيَ اَتَكُونُ مُطَابِقَةً لِلْمُسْنَدِ الْمَقْطُوعِ بِهَا

خواہ اس کے فحوی کے۔ پس یہ سب قرائن موجب یقین ہوتے ہیں اور روایت کو درجہ احاد سے نکال کر یقینیات میں داخل کر دیتے ہیں۔ اور ان میں سے (میسری قسم) یہ ہے کہ وہ روایتیں مطابقت سنت قطعی کے ہوں خواہ صریح کے مطابق ہوں خواہ دلیل کے خواہ فحوی کے خواہ عموم کے۔ اور ان میں سے (چوتھی قسم) یہ ہے کہ وہ روایتیں مسلمانوں کے اجماعیات کے مطابق ہوں۔ اور ان میں سے (پانچویں قسم) یہ ہے کہ فرقہ حقہ (یعنی امامیہ) کے اجماع کے مطابق ہو۔ یہ سب قرائن بھی روایت کو خبر احاد سے نکال کر یقینیات میں داخل کر دیتے ہیں۔ اور عمل ان پر ضروری ہو جاتا ہے۔ باقی رہی ایک اور قسم (یعنی چھٹی قسم) اور وہ کل ایسی روایتیں ہیں جو تمام قرائن مذکورہ بالا سے خالی ہوں پس ایسی روایتیں اخبار احاد ہیں۔ اور ان پر بچہ شرط عمل جائز ہے۔ مثلاً جب کوئی اس قسم کی روایت اس کے معارض نہ ہو تو اس پر عمل واجب ہے کیونکہ وہ اس قبیلہ سے ہے جسکی نقل پر اجماع ہو گیا ہے۔ ہاں اگر علمای امامیہ کے فتوے اس روایت کے خلاف ہوں تو اسکی وجہ سے اس پر عمل ترک کر دیا جائے گا اور اگر اس روایت کی معارض کوئی دوسری روایت موجود ہو تو چاہیے کہ دونو متعارض روایتوں پر غور کیا جائے اور دونوں کی سندوں میں سے جس سند کے راوی زیادہ عادل ہوں اس پر عمل کیا جائے۔ اور اگر دونوں کے راوی عدالت میں برابر ہو

اِمَّا صَرِيحًا اَوْ دَلِيلًا اَوْ فَوَاحِشًا اَوْ مِمَّا اَنْ تَكُونُ مُطَابِقَةً لِمَا رَوَى الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ وَهِيَ اَتَكُونُ مُطَابِقَةً لِمَا اَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْفِرَقَةُ الْحَقَّةُ فَاِنْ جَمَعَ هَذِهِ الْقُرْآنُ يَخْرِجُ الْخَيْرَ مِنَ حَيْزِ الْاَحَادِ وَتَدْخُلُ فِي بَابِ الْمَعْلُومِ وَيُوجِبُ الْعِلْمَ اَوْ اَمَّا الْقِسْمُ الْاِثْنَانِ فَكُلُّ خَيْرٍ لَّا يَكُونُ مُتَوَاتِرًا وَتَعْرِى مِنْ وَاَحَدٍ مِنْ هَذِهِ الْقُرْآنُ فَاِنْ ذَلِكْ خَبَرٌ اَوْ اَحَدٌ يَخْرُجُ زِلْعًا عَلٰى شَرْطِ اَفَاذِ اَكَاثِ خَيْرِ الْاِبْعَاضِ خَيْرِ اَخْرَاقِ ذَلِكْ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ لَانَّهُ

۱۵ مسلمانوں سے مراد یہاں سنی و شیعہ دونوں ہیں اس قرنیہ سے کہ صرف شیعوں کے اجماع کا ذکر آگے کیا ہے یہاں سے بھی معلوم ہوا کہ اجماع کی حیثیت کا اضطراب شیعوں کو بھی قرا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سنوین کے شریک اجماع ہو جانے سے اجماع کی قوت برمسجاتی ہذا سیوہ سے اطمینان فریقین کو صرف شیعوں کے اجماع پر مقدم کیا ہے ۱۲

سَنِ الْبَابِ الَّذِي عَلَيْهِ اَلْاَجْمَاعُ فِي نَقْلِ الْاِثْنَانِ تَعْرِفُ فَرَاوِيْمَ بَعْلًا وَفَرَاوِيْمَ

فِي جِلْبَابِ الْعِلْمِ بِرَوَانِ كَانْ هُنَاكَ مَا يِعَارِضُهُ فَيَنْبَغِي اَنْ يُنْظَرَ فِي الْمَقَارَضِ نِزِيلِ عَلٰى اَعْدَالِ الرِّوَاةِ فِي طَرَفَيْنِ اَلْاَكَاثِ اَوْ اَمَّا فِي الْعَدَالَةِ

عمل علی اکثر الرواۃ عددًا واکثنا متساویین فی العدالۃ والعدد وہما عاریان من جمیع القرائن التي ذکرنا ہا فان کان متی

عمل باحد النجین

اکثر العمل بالآخر علی

بعض الوجہ وضرب

من التاویل کان

العمل بالاولی من العمل

بالآخر الذی یحتاج

مع العمل بالی طرح

الخبر الآخر لانه لا یكون

العامل بالاولی بالخبر

معا واذ کان الخبر

یکون العمل کل واحد

منهما وعلی الآخر علی

بعض الوجہ من

التاویل کان لا حد

التاویلین خبر بعضیہ

اویشدہ بہ علی

بعض الوجہ صریحا

او تکیہ علی الفظ او لا

وکان الآخر عاریا

توحس کے راوی شمار میں زیادہ ہوں اُس پر عمل کیا جائے۔ اور اگر دونوں کے راوی متساوی اور شمار میں برابر ہوں اور وہ دونوں روایتیں قرائن مذکورہ سے خالی ہوں۔ تو اگر وہ دونوں روایتیں ایسی ہوں کہ اگر ایک پر عمل کیا جائے تو دوسری پر کبھی کسی نہ کسی قسم کی تاویل کے ساتھ عمل ممکن ہو (اور اگر دوسری پر عمل کیا جائے تو پہلی پر عمل کسی طرح ممکن ہی نہ ہو) تو اسی (پہلی) پر عمل بہ نسبت اس دوسری حدیث کے اولی ہوگا جیسے عمل کرنے کے بعد پہلی حدیث کو بالکل ترک کرنا پڑتا ہے کیونکہ اس پر عمل کرنے والا دونوں حدیثوں پر عمل کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ دونوں روایتیں ایسی ہوں کہ چاہے جیسے عمل کیا جائے دوسری پر بھی عمل کسی نہ کسی تاویل کے ساتھ ممکن ہو۔ مگر ایک تاویل ایسی ہو کہ کوئی روایت اس کی تائید کرتی ہو یا کسی طرح سے صراحۃً یا اشارۃً قیافۃً یا دلالتاً اس کی شہادت دیتی ہو اور دوسری تاویل ان باتوں سے خالی ہو تو اسی پہلی تاویل پر عمل زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس دوسری تاویل کے جس کی کوئی روایت شہادت نہیں دیتی۔ اور اگر دونوں تاویلوں میں سے کسی کی تائید دوسری روایت سے نہ ہوتی ہو تو عمل کرنے والا

۱۱ شمار کے زیادہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک کی سند میں دس راوی ہوں اور دوسری کی سند میں بارہ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر طبقہ میں راویوں کی تعداد زیادہ ہو۔ ۱۲
۱۳ اصول کافی میں اور نیز دوسری کتب حدیث شیعہ میں ائمہ معصومین سے منقول ہے کہ ایک وجہ ترجیح یہ بھی ہے کہ ان دونوں روایتوں میں دیکھا جائے۔ جو روایت سنیوں کے خلاف ہو اُس پر عمل کیا جائے کیونکہ ان کی مخالفت ہی میں ہر طرح کی بہتری ہے۔
معلوم نہیں مصنف نے اس وجہ ترجیح کو کیوں ترک کر دیا۔

من ذلک کان العمل بالاولی من العمل بالآخر لانه لا یكون العامل بالاولی بالخبر معا واذ کان الخبر یکون العمل کل واحد منهما وعلی الآخر علی بعض الوجہ من التاویل کان لا حد للتاویلین خبر بعضیہ اویشدہ بہ علی بعض الوجہ صریحا او تکیہ علی الفظ او لا وکان الآخر عاریا

مخیرانی العمل بایہا شاء واذا لم یکن العمل بواحد من النجریین الا بعد طرح الآخر حمله لتضادہما وبعد التاویل بنہما کان العامل

مختار ہے ان دونوں روایتوں میں سے جس پر چاہے عمل کرے۔ اور اگر وہ دونوں روایتیں ایسی ہوں کہ ان میں سے کسی ایک پر عمل ممکن ہو مگر بعد اس کے کہ دوسری روایت بالکل ترک کر دی جائے یہ وجہ اس کے کہ دونوں میں تضاد ہو اور تطبیق دونوں میں دشوار ہو تو عمل کرنے والا مختار ہے دونوں میں سے جس پر چاہے بطور تسلیم کے عمل کرے اور ان دونوں حدیثوں پر عمل کرنے والے جبکہ باہم مختلف ہوں یعنی ایک شخص ایک حدیث پر عمل کرے اور دوسرا دوسری حدیث پر تو ان دونوں میں سے کوئی خاطر نہ ہوگا اور کوئی حق سے متجاوز نہ ہوگا کیونکہ ائمہ علیہم السلام سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا جب دو حدیثیں تمہارے سامنے پیش کی جائیں اور کوئی ایسی بات ان باتوں میں سے جو ہمنے ذکر کیں تم کو نہ ملے جس سے تم ایک روایت کو دوسری روایت پر ترجیح دو تو تم کو دونوں روایتوں پر عمل کرنے کا اختیار ہے۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب دو حدیثیں متعارض ہیں اور کسی ایک کے صحیح ہونے پر اور دوسری کے باطل ہونے پر اجماع طائفہ (امامیہ) کا نہ ہو تو گویا دونوں کی صحت پر اجماع ہے اور جبکہ دونوں کی صحت پر اجماع ہو گیا تو دونوں پر عمل جائز اور روا ہوگا۔

تم جب اس مذکورہ بالا مضمون پر غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ

۱۵ یعنی جس حدیث پر عمل کرے اس کی مخالف حدیث کو قول امام مانے۔ یہ عجیب

طیفہ ہے۔ ۱۲

۱۶ یہ نئے طریقہ کا اجماع ہے۔ اس کی حقیقت حضرات شیعہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

ایضا مخیرانی العمل بایہا شاء من جہۃ التسلیم لایکون ملا بہا علی ہذا الوجه اذا احتفا و عمل علی کل وجہ منہما علی خلاف ما عمل علیہ الآخر مخطیبا ولا یتجاوز احد منہما و ذروہی عنہم علیہم السلام قالوا اذا اورد علیکم حدیثان ولا تجدون ما ترجحون بہ احدہما علی الآخر ما ذکرناہ کنتم مخیرین فی العمل بہما ولا نہ اذا ورد النجریان المتعارضان و ین بین الطائفتین اجماع علی صحۃ احد النجریین لا علی ابطال النجیر الآخر

وکانہ اجماع علی صحۃ النجریین واذا کان اجماعا علی صحۃ ما کان العمل بہا جائزا ساغابا وانت اذا فکریت فی ہذا بکل وجہ

مضمون نگاری کے قواعد

انجمن کو بھی مضمون نگاروں کی بہت ضرورت ہو مگر انجمن کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی ضروری ہے بلکہ ان قواعد کی پابندی نہ ہونے کے جن صاحب کا مضمون درج نہ ہو وہ براہ کرم معاف فرمائیں اور عدم اندراج کا جواب بھی دین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے۔ مضمون کی واپسی کا صرف دفتر کے ذمہ ہونا چاہیے۔

وہ قواعد یہ ہیں

(۱) مضمون علمی یا مذہبی ہو۔ اور مضمون نگار اس بحث میں کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو۔
(۲) جو مضامین فرقہ وارانہ ہوں انہیں تحقیق و الزام دونوں چیزوں سے کام لیا گیا ہو اور ان کے مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے۔ تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو کالیوں کا جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو۔ اور مضمون نگار اس کا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب کا جواب کا سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔
(۳) عبارت میں گنجلک اور طول بالکل نہ ہو صاف سلیس اردو ہو عربی فارسی کی عبارت میں اگر نقول ہوں تو ان کا ترجمہ بھی حاشیہ پر ہو۔

(۴) خط صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔

(۵) مضمون انجمن کے موجودہ چمانہ پر آٹھ صفحات زائد نہ ہو کبھی کبھی کسی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحات تک دیے جاسکتے ہیں۔

(۶) مضمون نگار صاحبان دفتر کے کسی صاحب و معاوضہ کے آرزو مند نہ ہوں۔ ان اجروہم کا علی اللہ۔

(۷) جن صاحب کا مضمون پسند آجائے گا اور وہ ہر ماہ میں ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو ان کے نام انجمن برتہ جاری کر دیا جائے گا اور انعامی کتابیں جو حسہ داران انجمن کے لیے تجویز ہو کر نکلیں انکو بھی ملتی رہیں گی۔
(۸) جو مضمون حسن و افادہ کی اس حد میں آجائے گا جس کا اعلان پشت صفحہ ہذا پر ہوا سکے لکھنے والے کو ہر فرخست کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آڈر (نہ بنیت معاوضہ) بھیج دیا جائے گا۔

(۹) اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گزرے اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہوں تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان میں ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ذرا میں بھیج دیں۔

(۱۰) ہر مضمون زائد از زائد ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسکی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر شائع ہو جائے گا۔ اگر کوئی عائق قوی ہمیشہ آجائے گا تو مضمون نگار کو اطلاع دی جائے گی۔

التماس ضروری

جسوقت سے النجم موجودہ پیمانہ پر آیا ہے تمام مضامین کی عددگی

کا لحاظ پہلے سے بہت زیادہ کیا گیا ہے اور اُسکے لیے غیر معمولی اہتمام ہوا ہے۔ لہذا

جن ناظرین کو خزانہ کچھ مقدار میں ہوا اور وہ اپنے بھائیوں کو علمی و مذہبی فوائد پہنچانا
چاہیں انکی خدمت میں گزارش ہے کہ جب کوئی مضمون النجم کا حسن و خوبی کی اس حد تک
پہنچ جائے کہ عام طور پر لوگوں کو اُس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے تو آپ حضرات اس مضمون کی اطلاع
کاپیان بصورت سالہ کے دفتر النجم سے خرید کر مواقع ضرورت میں مفت تقسیم کر دین ایسے مضامین کی بات
اکثر و بیشتر خود ہی دفتر النجم سے ناظرین کی خدمت میں سفارش کر دی جائے گی ایسے مضامین کے
رسالے (بنیت مذکور خریدنے والوں کو) فی روپیہ ۶۴ جز کے حساب سے دیے جائیں گے
کم از کم عدہ کے اور زیادہ سے زیادہ جس قدر مطلوب ہوں خرید کیجیے اور اپنے بھائیوں میں
تقسیم کر دیجیے مگر جب ایسا ارادہ کسی مضمون کی نسبت ہو تو تاریخ اشاعت سے
دو ہفتہ کے اندر اندر جس قدر رسائل مطلوب ہوں انکی قیمت
بذریعہ منی آڈر بھیج کر دفتر سے طلب کر لینا چاہیے۔

منیجر دفتر النجم لکھنؤ یا ٹانالہ